© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خبر متواتر کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر احمد حسن

فقه اسلامی کے مآخذ میں سنت ایک اهم اور بنیادی ماخذ ہے ۔ علماء اصول نے مختلف حیثیتوں سے اس کی تقسیمیں کی هیں ۔ ان میں ایک تقسیم اتصال کے اعتبار سے بھی ہے ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کی حدیث هم تک کیسے پہنچی ؟ اس کی کئی صورتیں هو سکتی هیں ۔ اگر اتصال کامل هو تو اس کو متواتر کہتے هیں ۔ اتصال کامل سے مراد یه ہے که هر دور میں اس کو بیان کرنے والے اس کثرت سے هوں که ان کا جھوٹ پر متفق هونا ناممکن هو۔ اگر اتصال میں صورت کے اعتبار سے شبه هو ، معنی کے اعتبار سے نه هو تو اس کو مشهور کہتے هیں ۔ یعنی دور صحابه میں ان سے ایک یا دو آدمی روایت کریں لیکن تابعین اور تبع تابعین کے دور میں روایت کرنے والوں کی تعداد اتنی کثیر هو که ان کا جھوٹ پر متفق هونا محال هو ۔ اتصال کی تیسری قسم یه ہے که صورت و معنی دونوں اعتبار سے اس میں شبه هو ۔ یعنی صحابه ، تابعین اور تبع تابعین کے ادوار میں سے هر دور میں صرف ایک یا دو یا اس سے زیادہ راویوں نے اس خبر کو روایت کیا هو ، جو مشهور کی تعریف میں نه آتی هو ۔ اس کو وہ خبر واحد کہتے هیں (۱) ۔ یه تقسیم علماء اصول کی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محدثین کے نزدیک اس کی مزید تفصیلات ھیں اور اس تقسیم میں وہ کہیں کہیں علماء اصول سے اختلاف کرتے ھیں ۔ اس مقالہ میں زیر بحث موضوع خبر متواتر ھے ۔ ذیل میں ھم اس کی تعریف ، شرائط ، حکم اور اس سے حاصل شدہ علم پر عقلی طور پر روشنی ڈالیں گے ۔

خبر متواتر پر بحث شروع کرنے سے پہلے مختصراً ھم نفس خبر پر گفتگو کرتے ھیں ۔ خبر کا لفظ خبار سے مشتق ھے ؛ جیسے نرم زمین پر قدم رکھنے سے غبار فضا میں پھیل جاتا ھے ، ایسے ھی خبر کے ذریعہ انسان اپنی بات کو دوسرے تک پہنچاتا ھے ۔ یہ قولی اور زبانی کلام کی ایک مخصوص قسم ھے ۔ لیکن یہ بات واضح رھے کہ خبر صرف زبان سے اپنی بات پہنچانے کا نام ھی نہیں ھے ، بلکہ کسی پیغام یا مفہوم کو کسی دوسرے ذریعہ یعنی اشارہ سے پہنچانے کو بھی خبر کہتے ھیں ۔ جیسے عربی کے اس مصرع میں ھے : تخبرک العینان ما القلب کاتم ۔ یعنی دل جس چیز کو چھپائے ہوئے ھے آنکھیں اس کی خبر دے رھی ھیں ۔ یا ابوا العلاء المعری کے اس شعر میں بھی لفظ خبر کا یہی مفہوم ھے جو انھوں نے بغداد سے رخصت ہوتے وقت کہا تھا :۔

نبی من الغربان لیس علی شرع یخبرنا ان الشعوب الی صدع

کوؤں میں سے ایک نبی (خبر دینے والا) جو کسی شریعت کا حامل نہیں ھے ، ھمیں یہ خبر دے رھا ھے کہ اب قبیلے بچھڑنے والے ھیں ۔ اس قسم کے اشعار یا عربی محاوروں سے معلوم ہوتا ھے کہ حالیہ اشارات یا معنوی دلائل کے لئے بھی خبر کا لفظ استعمال ہوتا ھے ۔ لیکن خبر کا غیر قول یا غیر کلام کے لئے استعمال مجازی ھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حقیقی نہیں (۲)۔

خبر کی اصطلاحی تعریف میں علماء اصول کے درمیان سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام رازی اور آمدی وغیرہ نے مختلف تعریفات بیان کی ہیں اور ان کو رد کیا ہے۔ عام طور پر اس کی مندرجہ ذیل تین تعریفیں کی جاتی ہیں :

۱۔ الذی یدخلہ الصدق والکذب۔

خبر وہ کلام ہے جس پر سچ اور جھوٹ کا اطلاق ہو۔

۲۔ الذی یحتمل التصدیق والتکذیب۔

خبر وہ کلام ہے جس کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔

۳۔ انہ کلام یفید بنفسہ اضافۃ امر الی امرنفیا او اثباتا۔

خبر ایک ایسا کلام ہے جو خود ایک کام کی نسبت دوسرے کام کی طرف نفی یا اثبات میں کرے۔

امام رازی اور آمدی نے ان سب تعریفات پر اعتراض کئے ہیں۔ امام رازی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ خبر کی اصطلاحی تعریف ہی نہیں کی جا سکتی (۳)۔ لیکن شوکانی نے ان کے اس خیال کو رد کر کے اپنی ایک تعریف کے بارے میں کہا ہے کہ اس تعریف پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ وہ یہ ہے : الخبر ھو مایصح ان یدخلہ الصدق والکذب لذاتہ۔ یعنی خبر وہ کلام ہے جس پر ذاتی طور پر سچ اور جھوٹ کا اطلاق ہو سکے۔ (۴) لیکن آمدی نے سابق تعریفوں کو رد کر کے اپنی تعریف کی ہے۔ اور اس کو مختار کہا ہے۔ وہ یہ ہے :

الخبر عبارۃ عن اللفظ الدال بالوضع علی نسبۃ معلوم الی معلوم سلباً او ایجاباً علی وجہ یحسن السکوت علیہ من غیر حاجۃ الی تمام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مع قصد المتکلم به الدلالة علی النسبة او سلبها (۵)۔

خبر ایک ایسے لفظ سے عبارت ہے جو وضع لفظ کے اعتبار سے کسی معلوم چیز کی نسبت کو دوسری معلوم چیز کی طرف نفی یا اثبات میں بتلائے ، اس طرح کہ سامع اس پر سکوت بہتر سمجھے ، اور مزید قیود کی ضرورت محسوس نہ کرے ۔ اور اس سے متکلم کا مقصد نفی یا اثبات میں اس نسبت کو بتلانا ہو ۔

آمدی نے خبر کی اس تعریف کا تجزیہ کیا ہے ۔ اور اس کی تقییدات کو بتا کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ ایک جامع اور مانع تعریف ہے۔

علماء اصول کے نزدیک خبر کی تقسیمات کی طرف ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں ، زیر نظر مقالہ میں ہم صرف خبر متواتر سے بحث کریں گے ۔ خبر متواتر کی مشروعیت شرعاً یا عقلاً نہیں ہے ، بلکہ اس کا یقینی ہونا تجربہ اور عادت سے ثابت ہے ۔ امام غزالی نے دلیل برہان کے ضمن میں تواتر کی بحث کی ہے ۔ برہان کے مقدمات اگر یقینی ہیں تو نتیجہ بھی یقینی ہوتا ہے ۔ اگر مقدمات ظنی ہیں تو نتیجہ بھی ظنی ہوتا ہے جس کو اصطلاح میں فقہی قیاس کہتے ہیں ۔ حصول یقین کے آٹھ مدارک ہیں ۔ ان میں چھ سے حقیقی یقین حاصل ہوتا ہے ، اور ان میں دلیل برہان کے مقدمات بننے کی صلاحیت ہے ۔ وہ چھ یہ ہیں ۔ (۱) اوّلیات ۔ یہ وہ خالص عقلی چیزیں ہیں جن میں حس اور تخیل کا کوئی دخل نہیں ۔ انسان بدیہی طور پر اپنی طبیعت اور فطرت سے ہی اس کی تصدیق کرتا ہے ۔ جیسے انسان کے اپنے وجود کا علم ۔ ایک ہی چیز قدیم اور حادث نہیں ہو سکتی ۔ دو کا عدد ایک سے بڑا ہوتا ہے ۔

(۲)مشاهدات باطنه ۔ انسان کو اپنی بھوک و پیاس اور خوشی و ڈر کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بارے میں علم ہونا ۔ یہ حواس خمسہ یاعقلیہ میں شامل نہیں ہیں ۔ بلکہ بچوں اور جانوروں کو بھی اس کا علم ہوتا ہے ۔ اوّلیات کا علم جانوروں اور بچوں کو نہیں ہوتا ۔ (۳) محسوسات ظاہرہ ۔ برف سفید ہوتی ہے ، چاند گول ہے ، سورج روشن ہے ۔ یہ ایسے بدیہی حقائق ہیں جن کا انکار ممکن نہیں ، لیکن ان میں غلطی کسی رکاوٹ کے سبب ہوتی ہے ، مثلاً بعید فاصلہ یا بینائی میں کمزوری وغیرہ ۔ تجربیات ۔ اس کو اطراد عادات (عموم عادات) بھی کہا جاتا ہے ۔ مثلاً آگ جلاتی ہے ۔ روٹی سے پیٹ بھر جاتا ہے ۔ پتھر نیچے کی طرف گرتا ہے ۔ آگ اوپر کی طرف جاتی ہے ۔ شراب نشہ آور ہوتی ہے ۔ سقمونیا مسہل ہے ۔ یہ اور اس قسم کی چیزیں تجربہ پر مبنی ہیں ۔ اور ان لوگوں کے نزدیک یہ یقینی ہیں جنھوں نے ان کا تجربہ کیا ہے ۔ لیکن تجربیات حسیات سے مختلف ہیں ۔ یہ حسیات میں داخل نہیں ۔ (۵)متواترات : جیسے اس بات کا علم کہ دنیا میں ایک شہر مکہ کا وجود ہے ۔ یا امام شافعی زمانہ ماضی میں ایک مشہور فقیہ گذرے ہیں ۔ یا دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں ۔ ان کا علم یقینی ہے ، لیکن محسوسات سے ماوراء ہے ، کیونکہ حس مکہ کے وجود کے بارے میں خبر دینے والے کی خبر کو سن کر یقین کرتی ہے ۔ اس کے بعد عقل اس کی تصدیق کرتی ہے ، اور بار بار سننے سے اس کا یقین حاصل ہوتا ہے ۔ تواتر میں خبر دینے والوں کی تعداد متعین نہیں کی جا سکتی ۔ جیسے کسی چیز کی تحقیق میں نتیجہ تک پہنچنے کے لئے تجربوں کی تعداد مقرر نہیں کی جا سکتی ، کیونکہ ہر تجربہ کے بعد ایک نئی شہادت ملتی ہے۔ یہاں تک کہ ظن علم میں تبدیل ہو جاتا ہے ۔ اور یہ کب ایسا ہوتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے ، اس کا کوئی وقت یالمحہ بھی متعین نہیں کیا جا سکتا ۔ تواتر کی یہی صورت ہے ۔ اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی ۔

(٦) قرائن ۔ علم یقینیصرف خبر دینے سےہی حاصل نہیں ہوتابلکہ قرائن سے بھی حاصل ہوتا ہے ۔ اس لحاظ سے خبر تین طرح کی ہوتی ہے ۔ مجرد خبر ، مجرد قرائن ، اور وہ خبر جس کے ساتھ قرائن بھی شامل ہوں ۔ قرائن مخبرین کے قائمقام ہوتے ہیں ۔ اس سے بھی ایسا ہی یقینی علم حاصل ہوتا ہے جیسے کسی مخبر صادق کی خبر سے حاصل ہوتا ہے ۔ قرائن پر مزید بحث آگے چل کر کریں گے ۔

مدارک یقین کے یہ چھ درجے ہیں جن سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے ۔ اس کے دو درجے اور بھی ہیں ، وھمیات اور مشہورات ۔ یہ مذکورہ بالا چھ مدارک سے درجے میں کم ہیں ۔ (٦)

اس ساری بحث سے یہ معلوم ہوا کہ تواتر مدارک یقین میں سے ایک مدرک ہے ۔ اس کی حجیت شرعی و عقلی نہیں ، بلکہ عادت و تجربہ پر مبنی ہے ۔ اس لئے شریعت نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے ۔ محدثین اور علماء اصول تواتر پر مبنی احادیث کو یقینی سمجھتے ہیں ۔ لیکن تواتر سے فعلی احادیث زیادہ ثابت ہیں ، قولی بہت کم ۔

تواتر کے لغوی معنی ایک دوسرے کے پیچھے آنے کے ہیں یہ وتر سے مشتق ہے ۔ ایک عربی محاورہ ہے "جاؤا تتری" یعنی وہ سب یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے پیچھے آئے ۔ قرآن مجید میں بھی یہ لفظ مستعمل ہے : ثم ارسلنا رسلنا تترىٰ (المومنون ۔ ۴۴) یعنی پھر ہم نے مسلسل آگے پیچھے رسول بھیجے ۔ وتیرہ یعنی پختہ عادت اسی سے ماخوذ ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تواتر کی تعریف میں علماء اصول کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ھے ۔ لیکن اس کو جامع و مانع بنانے کے لئے ھر ایک نے اپنے طور پر اس کی تعریف کی ھے تاکہ مختلف تقییدات سے تعریف پر جو اعتراضات ھو سکتے ھیں ان سے بچا جا سکے ۔ چند تعریفات ملاحظہ ھوں ۔

۱۔ وحد ذلک ان ینقله قوم لایتوهم اجتماعهم وتواطؤهم علی الکذب لکثرة عدد هم و تباین امکنتهم عن قوم مثلهم ، هکذا الی ان یتصل برسول الله صلی الله علیه وسلم ۔ (۸)

"تواتر کی تعریف یہ ھے کہ کسی خبر کو اتنی تعداد میں لوگ نقل کریں کہ ان کی کثرت تعداد اور اختلاف مقامات کے سبب ان کا اکھٹا ھونا اور جھوٹ پر مخفی طور پر سمجھوتا کرنے کا تصور بھی نہ کیا جا سکے ، اور وہ اس خبر کو اتنی ھی تعداد میں لوگوں سے نقل کریں " اور اسی طرح نقل در نقل ھوتے ھوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچے " ۔

۲۔ فالمتواتر خبر جماعة مفید بنفسه العلم بصدقة ۔ وقیل بنفسه یخرج ما علم صدقهم فیه بالقرائن الزائدة علی ما لا ینفک عنه عادة وغیرها ۔ (۹)

"خبر متواتر وہ خبر ھے جو ایک جماعت نے دی ھو ۔ اور نفس خبر سے اس واقعہ کی سچائی کا علم ھو ۔ لفظ بنفسہ (نفس خبر) کی قید اس لئے بڑھائی ھے کہ اس سے اس جماعت کی خبر خارج ھو جائے جن کی سچائی اس خبر کے بارے میں نفس خبر سے معلوم نہ ھو ، بلکہ ایسے زائد قرائن سے معلوم ھو جو عادةً خبر کے لئے ناگزیر ھوتے ھیں ، یا قرائن کے سوا کسی دوسرے ذریعہ سے اس کی سچائی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا علم ہو ۔"

آمدی نے تواتر اور متواتر کے درمیان فرق کیا ہے ۔ مذکورہ بالا دونوں تعریفیں خبر متواتر کی ہیں ، تواتر کی نہیں ۔ تواتر کی تعریف یہ ہے : تتابع الخبر جماعة مفید للعلم بمخبره ۔ یعنی کسی جماعت سے مسلسل کسی خبر کا نقل ہونا جو سامع کے لئے مفید علم ہو ۔ خبر متواتر کی تعریف انھوں نے یہ کی ہے :

التواتر عبارة عن خبر جماعة مفید بنفسه للعلم بمخبره ۔ (۱۰)

"متواتر ایسی خبر سے عبارت ہے جو کسی جماعت نے دی ہو ، اور جس شخص کو خبر دی گئی ہو وہ خبر خود (بنفسه) اس کے لئے مفید علم ہو ۔"

آمدی نے اس تعریف کی شرح اس طرح کی ہے : خبر جنس ہے جس میں تواتر اور آحاد دونوں شامل ہیں ۔ لفظ جماعت کی قید سے خبر واحد نکل جاتی ہے ۔ مفید علم کی قید سے ایسی جماعت کی خبر خارج ہو جاتی ہے جو مفید علم نہ ہو ۔ بنفسه کی قید سے ایسی خبر خارج ہو جاتی ہے جو عقلی دلیل کے موافق ہو ، یا خبر دینے والوں کی سچائی کی کوئی تصدیق کرے ۔ لفظ بمخبره کی قید سے ایسی جماعت کی خبر خارج ہو جاتی ہے جو علم تو ہو لیکن اس شخص کیلئے نہ ہو جس کو خبر دی جا رہی ہے ۔ ایسی خبر کو بھی خبر متواتر نہیں کہتے ۔

ان سب تعریفوں کا خلاصہ یہ ہے کہ خبر متواتر ایک ایسی خبر ہے جو جماعت در جماعت نقل ہوتی آئی ہو اور نفس خبر سے ہی سامع کو اس واقع کا علم ہو ، نہ کہ قرائن یا کسی اور ذریعہ سے ۔

اب ہم ذیل میں خبر متواتر کی وہ تعریف نقل کرتے ہیں جو ہمیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عام محدثین کے یہاں ملتی ہے ۔ امام سرخسی کی جو تعریف ہم نے اوپر نقل کی ہے وہ محدثین کی تعریف سے ملتی جلتی ہے ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے علماء اصول کی طرح اس کی مستقل تعریف بیان نہیں کی ۔ بلکہ اس کی چار شرطیں بیان کی ہیں ۔ اور ایسی خبر جس میں یہ چاروں شرطیں پائی جائیں ، خبر متواتر کہلاتی ہے :-

فاذا جمع هذه الشروط الاربعة ، وهی عدد کثیر ، احالت العادة تواطئهم و توافقهم علی الکذب ، ورددوا ذلک عن مثلهم من الابتداء الی الانتهاء وکان مستند انتهاء هم الحس ، وانضاف الی ذلک ان یصحب خبرهم افادة العلم لسامعه فهذا هوالمتواتر ۔ (۱۱)

"جب کسی خبر میں یہ چار شرطیں موجود ہوں تو اس کو خبر متواتر کہتے ہیں ، وہ شرطیں یہ ہیں : ناقلین خبر کی تعداد کثیر ہو ۔ ان کی آپس میں ہم آہنگی اور مخفی طور پر ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو ۔ شروع سے آخر تک ہر دور میں ان کی تعداد ایک ہی جیسی ہو آخر میں وہ کسی محسوس چیز سے استناد کرتے ہوں ، یعنی کوئی خالص عقلی مسئلہ نہ ہو ، بلکہ ہر شخص کہے کہ میں نے یہ دیکھا ہے یا فلاں سے سنا ہے ۔"

علماء اصول نے متواتر کی تعریف میں اس کی شرطیں بیان نہیں کیں ، بلکہ ایسی قیود لگائی ہیں جن سے وہ جامع و مانع بن سکے ۔ خبر متواتر کی شرطیں انہوں نے علیحدہ بیان کی ہیں ۔ محدثین نے اپنی تعریف میں خبر متواتر کے لوازم کو تعریف کہدیا ہے ۔ مثلاً کثرت تعداد ، جھوٹ پر متفق نہ ہونا ، ہر دور میں ان کی تعداد کی یکسانیت ، اور محسوس چیز کے بارے میں خبر دینا ۔ یہ متواتر خبر کے لوازمات ہیں ؟ خود خبر متواتر نہیں ہے ۔ لیکن مستلزم شے پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کبھی خود شے کا اطلاق بھی کرتے ھیں ۔ اس لحاظ سے اس کو درست کہا جا سکتا ھے ۔ محدثین کے یہاں علماء اصول کی طرح تواتر کی جامع و مانع تعریف موجود نہ ھونے کا سبب یہ ھے کہ تواتر کا تعلق اسناد سے نہیں ھے ۔ اور اسناد میں حدیث کی صحت اور ضعف سے بحث ھوتی ھے ، تاکہ اس پر عمل کیا جائے یا ترک کر دیا جائے ۔ اس میں راویوں کی صفات اور ان کے طریق ادا پر گفتگو کی جاتی ھے ۔ اس کے برعکس متواتر میں رجال سے بحث نہیں ھوتی ، بلکہ اگر یہ ثابت ھو جائے کہ کوئی حدیث متواتر ھے ، تو بلاکسی بحث و تمحیص کے اس پر عمل کرنا ضروری ھو جاتا ھے ۔

تواتر کی صحت تجربہ و عادت سے ثابت ھے نہ کہ عقل سے ۔ کیونکہ لوگوں کی تعداد چاھے جتنی بھی ھو ان کا جھوٹ پر متفق ھونا عقلاً درست ھے ، عادۃً نہیں ۔ اس لئے تواتر علم الکلام یا اصول فقہ کا موضوع ھے ۔ اور ان علوم کی کتابوں میں اس کی جتنی تفصیلات ملتی ھیں اصول حدیث کی کتابوں میں اتنی نہیں ملتیں ۔

اصول حدیث کی کتابوں میں عام طور پر خبر متواتر کی دو قسمیں ملتی ھیں ۔ متواتر لفظی اور متواتر معنوی ۔ متواتر لفظی وہ حدیث ھے جس کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آخر تک تواتر کے ساتھ نقل کئے گئے ھوں ۔ جیسے مشہور حدیث ھے کہ جس نے میری طرف نسبت کر کے قصداً جھوٹ بولا اس کو چاھئیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے ۔ یا اس طرح بعض دوسری قولی احادیث جو متواتر کہی جاتی ھیں ۔ متواتر معنوی وہ خبر ھے جس میں جزئیات میں تواتر نہ ھو ، قدر مشترک تواتر سے ثابت ھو ۔ جیسے حاتم کی سخاوت کے بارے میں جزئی واقعات تواتر سے ثابت نہ ھوں ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن اس کی سخاوت ، جو اس کی سخاوت کے جزوی واقعات سے مترشح ہوتی ہے ، تواتر سے ثابت ہے ۔ بعض احادیث تواتر معنوی سے ثابت ہیں جیسے دعا میں ہاتھ اٹھانا ۔ تقریباً ایسی سو احادیث ہیں جو تواتر معنوی سے ثابت ہیں ۔ (۱۳) لیکن علامہ انور شاہ کشمیری نے تواتر کی چار قسمیں لکھی ہیں :

۱۔ تواتر سند یا اسناد : کسی حدیث کے روایت کرنے والے ہر زمانہ میں شروع سے آخر تک اتنے لوگ رہے ہوں کہ کسی زمانہ میں بھی ان سب کا کسی بے اصل حدیث کی روایت کرنے پر آپس میں اتفاق کر لینا عادۃً محال ہو ۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور حدیث ہے کہ جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے یہ حدیث تیس مختلف صحابیوں سے مختلف صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ مروی ہے ۔

۲ ۔ تواتر طبقہ : ہر عہد کے لوگ اپنے سے پہلے عہد کے لوگوں سے کسی روایت یا عقیدہ یا عمل کو سنتے یا عمل کرتے چلے آئے ہوں ۔ مثلاً قرآن کریم کا تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچنا ، کہ مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر اور ہر عہد کے مسلمان اپنے سے پہلے عہد کے مسلمانوں سے بعینہ اسی قرآن کو پڑھتے پڑھاتے ، اور حفظ و تلاوت کرتے چلے آئے ہیں ۔ ماضی میں اگر ہم اس کو عہد بہ عہد دیکھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک یہی صورت نظر آئے گی ۔ اس میں نہ کسی سند کی ضرورت ہے اور نہ کسی راوی کے نام لینے کی ۔ باقی ہر عہد کے لوگوں کا دوسرے عہد کے لوگوں سے یہ نقل کرنا اور اس پر یہ یقین کرنا کہ یہ قرآن وہی کتاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھی ، اس میں تو سب مسلمان شریک ھیں ۔ خواہ انھوں نے قرآن پڑھا ھو یا نہیں ۔

۳ ۔ تواتر عمل یا توارث : ھر زمانہ کے لوگ جن امور دین پر عمل کرتے چلے آئے ھوں اور وہ ان میں جاری و ساری رھے ھوں وہ سب امور دین متواتر ھیں ۔ مثلاً وضو ، وضو میں مسواک کرنا ، کلی کرنا ، ناک میں پانی ڈالنا ، نماز باجماعت ، اذان ، اقامت وغیرہ ۔

بعض احکام میں تینوں قسم کا تواتر جمع ھو جاتا ھے ۔ جیسے وضو میں مسواک کرنا ، کلی کرنا ، اور ناک میں پانی ڈالنا ۔ تواتر کی ان تینوں قسموں سے عدم واقفیت کے سبب بعض لوگ یہ سمجھتے ھیں کہ متواتر احادیث و احکام بہت کم ھیں ۔ بعض احکام و مسائل ظاھر میں متواتر نہیں ھیں ، لیکن تلاش و تجسس کے بعد معلوم ھوتا ھے کہ وہ متواتر ھیں ۔

۴ ۔ تواتر قدر مشترک : اس سے مراد یہ ھے کہ بعض احکام و مسائل انفرادی طور پر متواتر نہیں ھیں ، لیکن قدر مشترک کے لحاظ سے متواتر ھیں ۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ۔ اگر ھم ھر ایک معجزہ کا سند و روایت کے لحاظ سے تجزیہ کریں تو انفرادی طور پر ھر معجزہ شاید متواتر ثابت نہ ھو سکے ۔ لیکن عمومی طور سے آپ سے معجزات کا صدور تواتر سے ثابت ھے ۔ کلی طور پر آپ سے معجزات کے صدور کا انکار تواتر کا انکار ھو گا ۔ اس کی ایک دوسری مثال بھی دی جا سکتی ھے ۔ حاتم کی سخاوت تواتر سے ثابت ھے ۔ لیکن اس کی سخاوت سے متعلق انفرادی واقعات کہ اس نے فلاں فلاں شخص کو فلاں فلاں چیز دی تواتر سے ثابت نہیں ۔ لیکن ان سب کی قدر مشترک یہ ھے کہ حاتم طائی ایک سخی اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فیاض شخص تھا ۔ (۱۵)

اب ہم خبر متواتر کی شرائط پر بحث کرتے ھیں ۔ بعض شرائط کا تعلق مخبرین سے ھے ۔ بعض کا سننے والوں سے۔ مخبرین سے جن شرائط کا تعلق ھے وہ چار ھیں ۔ ان پر سب کا اتفاق ھے ۔ بلکہ ابن حاجب نے صرف تین ھی شمار کی ھیں ۔ چھ شرائط میں اختلاف ھے ۔ جن شرائط پر اتفاق ھے وہ یہ ھیں :۔

۱ ۔ راوی اس کثرت سے ھوں کہ جھوٹ پر ان کا متفق ھونا محال ھو ۔

۲ ۔ جس چیز کے بارے میں وہ خبر دے رھے ھوں اس کا انھیں یقینی علم ھو ، نہ یہ کہ محض ظن و گمان سے وہ بات کہہ رھے ھوں ۔ مثلاً اھل بغداد کسی پرندے کے بارے میں یہ خبر دیں کہ وہ کبوتر ھے ، یا کسی شخص کے بارے میں خبر دیں کہ وہ زید ھے ، اور خود انھیں اس کا یقینی علم نہ ھو ، تو ان کی یہ خبر مفید علم نہ ھو گی ۔ اس لئے تواتر کی تعریف میں نہیں آئے گی ۔ (۱۶)

۳ ۔ خبر دینے والوں کا علم کسی محسوس چیز کے بارے میں ھونا چاھئیے نہ کہ عقلی دلیل سے متعلق ۔ مثلاً اھل بغداد حدوث عالم یا انبیاء کی سچائی کی خبر دیں تو یہ علم یقینی تواتر سے حاصل نہیں ھو گا ۔ کیونکہ تواتر کا تعلق محسوس چیزوں سے ھے نہ کہ عقلی دلیل سے ۔ (۱۷)

۴ ۔ یہ تینوں شرطیں خبر کی ابتداء ، درمیان ، اور انتہا تینوں حصوں میں موجود ھونی چاھئیں ۔ کیونکہ ھر دور میں مخبرین کی خبر مستقل ھوتی ھے ۔ اس لئے ھر دور میں ان شرائط کا اعتبار ھو گا یعنی ھر دور میں راویوں کی تعداد مساوی ھونی چاھئیے (۱۸) ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خبر متواتر کے سننے والوں سے متعلق دو شرطیں ھیں ۔ اول یہ کہ جس چیز کے بارے میں خبر دی جاری ھے سننے والا اس کے علم کو قبول کرنے کی اھلیت رکھتا ھو ۔ دوم یہ کہ اس کو اس سے پہلے اس کا علم نہ ھو ۔ ورنہ یہ خبر اس کے لئے تحصیل حاصل ھو گی ۔ جو لوگ یہ سمجھتے ھیں کہ خبر متواتر سے علم نظری حاصل ھوتا ھے ان کے نزدیک ان سب امور کا پہلے سے علم ھونا چاھئیے ۔ جو لوگ یہ سمجھتے ھیں کہ خبر متواتر سے علم ضروری حاصل ھوتا ھے ان کے نزدیک ان امور کا علم پہلے سے ضروری نہیں ۔ کیونکہ اس نظریہ کے ماننے والوں کے نزدیک خبر متواتر کے نتیجہ میں علم اللہ تعالی کے پیدا یا ودیعت کرنے سے ھوتا ھے ۔ جب سننے والے کو علم ضروری حاصل ھو گیا تو یہ علم خدا کے پیدا کرنے سے حاصل ھوا تو اس کو یہ معلوم ھو گیا کہ اس خبر میں سارے شرائط موجود ھیں ۔ اگر اس کو علم ضروری حاصل نہیں ھوا ، تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس خبر میں سارے یا بعض شرائط نہیں پائے جاتے ۔ خبر متواتر میں ان شرائط کے مکمل طور پر پائے جانے کی دلیل یہ ھے کہ خبر سے علم ضروری حاصل ھو جائے ۔ یعنی پہلے علم حاصل ھو ، اور یہ علم اس بات کی دلیل ھے کہ خبر متواتر کے سارے شرائط اس میں موجود ھیں ۔ اس کے برعکس اصول یہ نہیں ھے کہ ان شرائط کا علم پہلے حاصل ھو ، اور بعد میں خبر تواتر سے علم یقینی حاصل ھو (١٩)

علم ضروری و علم نظری پر بحث آگے آئے گی ۔

شروط فاسدہ یا مختلف فیہا شرائط چھ ھیں ۔

١ ۔ ایک گروہ کا خیال ھے کہ تواتر میں اشخاص کی تعداد کے لئے یہ شرط ھے کہ وہ اتنی بڑی ھو کہ وہ لوگ نہ کسی شہر میں سما

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سکیں ، اور نہ ان کو گنا جا سکے ۔ جمہور کا نقطۂ نظر اس کے خلاف ہے ۔ آمدی کہتے ہیں کہ یہی بات حق ہے ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بعض اوقات کسی واقعہ کے بارے میں ایک شہر کے باشندوں ، حاجیوں یا جامع مسجد کے نمازیوں کے خبر دینے سے یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے ۔ حالانکہ ان کی تعداد محدود ہوتی ہے ۔

تواتر میں تعداد اشخاص کے بارے میں مزید بحث ہم آگے چل کر کریں گے ۔

٢ ۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ متواتر خبر کے لئے یہ شرط ہے کہ خبر دینے والوں کے نسب ، وطن اور دین مختلف ہوں ۔ یہ شرط اس لئے فاسد ہے کہ بالفرض ایک شہر کے باشندے جن کے دین اور نسب ایک ہوں اور کسی واقعہ کے بارے میں جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو خبر دیں ، تو ان کی اس خبر سے حصول علم ممتنع نہیں ہے ۔

٣ ۔ بعض فقہاء (٢٠) نے یہ شرط لگائی ہے کہ خبر دینے والے مسلمان اور عادل ہونے چاہئیں کیونکہ کافر جھوٹ بھی بول سکتا ہے اور تحریف بھی کر سکتا ہے ۔ اس کے برعکس ایک عادل مسلمان ہمیشہ سچ اور حق بات کہتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اجماع کے لئے اسلام شرط ہے ۔ اگر اسلام اور عدالت کی شرط کو ختم کر دیا جائے اور یہ تسلیم کر لیا جائے کہ کافروں کی خبر متواتر سے بھی علم یقینی حاصل ہو سکتا ہے ، تو اس صورت میں عیسائیوں کے یہ عقائد کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کیا گیا تھا ، یا تثلیث کا عقیدہ درست ہے کیونکہ ابتداء سے ان کا یہ عقیدہ چلا آ رہا ہے ، جیسا کہ تواتر سے وہ اس کو نقل کرتے چلے آئے ہیں ، ایسے ہی یہودی اور مجوسی جو عقائد نقل کرتے آئے ہیں وہ سب صحیح اور درست ہیں ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیونکہ وہ سب تواتر سے نقــل ہوتے چلے آ رہے ہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی واقعہ کے بارے میں لاتعداد آدمی خبر دیں تو جھوٹ کا امکان ختم ہو جاتا ہے ، جیسے کسی شہر کے باشندے اپنے بادشاہ کے قتل ہونے کے بارے میں خبر دیں ، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو تو اس کو سچ ہی سمجھا جائے گا ۔ عیسائیوں کے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں مصلوب ہونے کا عقیدہ ، یا تثلیث کا عقیدہ ، ایسے ہی دوسرے مذاہب کے بارے میں جو عقائد تواتر سے ثابت ہیں ، تو درحقیقت ان کو مــتواتر کہنا ہی درست نہیں ۔ تواتر کے لئے یہ شرط ہے کہ ابتداء ، درمیان ، اور آخر میں خبر دینے والوں کی تعداد برابر ہو ۔ ان کی اس قسم کی خبر میں تواتر کے جملہ شرائط نہیں پائے جاتے ، نیز قرآن مجید بھی ان عقائد کی تردید کرتا ہے ، اس لئے ان کو متواتر نہیں کہا جا سکتا ۔ ابتداء میں چند آدمیوں نے یہ خبر دی تھی ، بعد میں یہ مشہور ہو گئی ۔

جہاں تک اجماع میں اسلام کی شرط کا تعلق ہے ، تو یہ بات واضح رہنا چاہئیے کہ اجماع کی حجیت سمعی دلائل (قرآن و سنت) سے ثابت ہے نہ کہ عقلی دلائل سے ۔ اس لئے فقہاء نے اس میں مسلمان ہونے کی شرط لگائی ہے ، اس کے برعکس تواتر عادت و تجربہ پر مبنی ہے ۔ قرآن و سنت کی نصوص سے ثابت نہیں ہے ۔

۴ ۔ ایک گروہ نے تواتر کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ خبر دینے والوں کو تلوار کے ذریعہ خبر دینے پر مجبور نہ کیا جائے ۔ یہ شرط اس لئے فاسد ہے کہ اگر ان کو سچ پر مجبور کیا گیا ہے تو ان کی اس خبر سے حصول علم ممتنع نہیں ہے ، یہ خبر اس صورت میں بھی سچ ہوتی جب ان کو مجبور نہ کیا جاتا ۔ مثلاً کسی ملک کا بادشاہ اپنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شہریوں کو کسی محسوس چیز یا واقعہ کے بارے میں خبر دینے پر مجبور کرے ، تو ہمیں ان کی اس خبر سے اس واقعہ کے بارے میں علم ہو جائے گا : بلکہ اسی طرح جب وہ بغیر کسی دباؤ یا مجبوری کے خبر دیتے ۔۔ تاہم ان کو جھوٹ بولنے پر مجبور کیا جاتا ھے تو ان کی اس خبر سے حصول علم (اس واقعہ کے بارے میں صحیح و یقینی علم) ممتنع ہو گا ، کیونکہ اس میں ایک شرط مفقود ھے ۔ وہ یہ کہ تواتر میں کسی محسوس شے کے بارے میں خبر دینا ضروری ھے ۔ لیکن جھوٹ ہونے کے سبب اس کو معلوم و محسوس نہیں کہا جا سکتا ۔

۵ ۔ شیعہ فقہاء اور ابن الراوندی خبر متواتر کے لئے خبر دینے والوں کے درمیان امام معصوم کا وجود ضروری سمجھتے ھیں تاکہ وہ جھوٹ پر متفق نہ ہو سکیں ۔ یہ شرط اس لئے فاسد ھے کہ ہم عقلی طور پر دیکھیں کہ اگر کسی کافر ملک کے سارے باشندے اپنے بادشاہ کے قتل یا اپنے کسی شہر پر قبضہ کی خبر دیں تو ان کی اس خبر سے اس واقعہ کے بارے میں یقینی علم حاصل ہو گا ، اگرچہ وہ سب کافر نہیں اور امام معصوم ان کے درمیان موجود نہیں ھے ۔ بالفرض اس شرط کو درست تسلیم کر بھی لیں ، تب بھی اس واقعہ کے بارے میں علم امام معصوم کے خبر دینے سے حاصل ہو گا نہ کہ تواتر سے ۔

٦ ۔ یہودی تواتر کے لئے یہ شرط لگاتے ھیں کہ خبر دینے والوں میں غریب ، مسکین ، رذیل ، خستہ حال اور نیچے طبقہ کے لوگ شامل ہوں ۔ کیونکہ اگر اس قسم کے لوگ ان میں شامل نہیں ہوں گے ، تو شرفاء اور اونچے طبقہ کے لوگ اپنی کسی غرض کے سبب جھوٹ پر متفق ہو سکتے ھیں ۔ نیز یہ کہ نیچے طبقہ کے لوگوں میں جھوٹ پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مواخذہ کا خوف انہیں جھوٹ بولنے سے روکے گا ۔ یہ شرط بھی فاسد ہے ۔ اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو عیسی علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں جن لوگوں نے خبر دی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بارے میں جن لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں وہ رذیل ، مسکین اور خستہ حال لوگ نہیں تھے ۔ بلکہ شرفاء اور اکابر تھے ۔ عقلی طور پر بھی یہ شرط درست نہیں ہے، کیونکہ اگر شرفاء کسی واقعہ کی خبر دیں تو وہ جلد عام ہو جاتی ہے اور ان کے جھوٹ بولنے کا امکان بھی کم ہوتا ہے ، کیونکہ وہ جھوٹ بولنا اپنی شرافت اور مرتبہ سے گرا ہوا سمجھتے ہیں (۲۱)۔

خبر متواتر کی چار شرطوں میں ایک شرط تعداد مخبرین سے متعلق ہے ۔ مختلف فقہاء نے اپنے اجتہاد کی بنا پر تعداد مقرر کرنے کی کوشش کی ہے ۔ چنانچہ ہمیں اصول فقہ کی کتابوں میں یہ تعداد چار ، پانچ ، بارہ بائیس ، چالیس اور ستر ملتی ہے ، اور ہر تعداد کی تائید میں قرآن مجید کی آیات یا احادیث پیش کی گئی ہیں ۔ علماء اصول نے اس تعداد پر تفصیل سے بحث کی ہے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تواتر کے لئے مخبرین کی تعداد متعین نہیں کی جا سکتی ۔ اور اس تعیین کا کچھ بھی فائدہ نہیں ۔ اصول حدیث کی کتابوں میں اسی کی تردید کی گئی ہے (۲۲)

امام غزالی نے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ ہم اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں ۔ خبر متواتر میں مخبرین کی تعداد کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ ناقص ، کامل اور زائد ۔ ناقص وہ تعداد ہے جو مفید علم نہ ہو ۔ کامل وہ ہے جو مفید علم ہو۔ زائد وہ ہے جس کا کچھ حصہ مفید علم ہو۔حصول علم کے لئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جتنی تعداد کافی ہوتی ہے ، اس قسم میں اس سے زیادہ تعداد ہوتی ہے ۔ ان تینوں قسموں میں کامل وہ قسم ہے جس کی تعداد افادۂ علم کے لئے سب سے کم ہوتی ہے ۔ لیکن یہ تعداد نہ معین ہے اور نہ ہمیں اس کا علم ہوتا ہے ۔ تاہم علم ضروری حاصل ہونے کے بعد اس بات کا یقین کر لیا جاتا ہے کہ مخبرین کی تعداد کامل ہے ۔ لیکن خبر متواتر میں اس کا عکس نہیں ہوتا ہے ۔ اس سے متعلق یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ جب مخبرین کی کامل تعداد سے کسی واقعہ سے متعلق خبر متواتر کی صورت میں علم یقینی حاصل ہوتا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ بعض واقعات میں اسی کامل تعداد کے خبر دینے کے باوجود اس سے یقین علم کا حصول نہ ہو ؟ ابو بکر باقلانی کہتے ہیں کہ یہ محال ہے ۔ جب اس تعداد سے ایک واقعہ کے بارے میں یقینی علم حاصل ہو گا تو ہر واقعہ کے بارے میں ایسا ہی ہو گا ۔ اور جب ایک شخص کو یہ علم حاصل ہو گا تو سننے والوں میں جتنے اشخاص شامل ہیں ان سب کو یکساں علم حاصل ہو گا ۔ اور اس میں اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام غزالی فرماتے ہیں کہ قاضی ابو بکر باقلانی کی یہ بات درست ہے ، بشرطیکہ خبر کے ساتھ کوئی قرائن موجود نہ ہوں ، کیونکہ مجرد تعداد کی طرف علم یقینی کی نسبت نہیں کی جاسکتی

اور تمام واقعات اور تمام اشخاص کی طرف کثرت تعداد کی نسبت ایک ہی جیسی ہوتی ہے ۔ ہاں اگر خبر کے ساتھ قرائن بھی موجود ہوں تو اشخاص و واقعات کے اختلاف سے علم میں اختلاف ہو سکتا ہے ۔ تاہم قاضی ابو بکر باقلانی قرائن کی افادیت کا انکار کرتے ہیں ۔ اور ان کے نزدیک قرائن کے ہونے یا نہ ہونے سے علم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر کوئی اثر نہیں پڑتا ۔ امام غزالی ان کے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے قرائن کے حق میں دلائل دیتے ہیں ۔

اگر خبر دینے والوں کی تعداد کثیر ہو تو تنہا خبر بھی مفید علم ہو سکتی ہے ، چاہے وہاں کوئی قرینہ موجود نہ ہو ۔ اسی طرح صرف قرائن بھی مفید علم ہو سکتے ہیں ، چاہے کوئی خبر نہ دے ۔ اس لئے خبر دینے (اخبار) کے ساتھ قرائن کو بھی ملایا جا سکتا ہے ۔ اس لحاظ سے بعض قرائن خبر دینے والوں کی تعداد کے ایک حصہ کے قائمقام ہو سکتے ہیں ۔ یہ امر قرائن کی حقیقت اور ان کی دلالت سے واقفیت کے بعد ہی واضح ہو سکتا ہے ۔ ہم بعض چیزیں جانتے ہیں لیکن محسوس نہیں کر سکتے ۔ مثلاً ایک شخص کسی سے محبت کرتا ہے ، یا اس سے بغض رکھتا ہے ، یا اس سے ڈرتا ہے ، یا شرماتا ہے ، یہ ایسے حالات ہیں جو کسی محبت کرنے والے یا بغض رکھنے والے کے دل میں ہوتے ہیں ۔ جس کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ۔ بلکہ کچھ ایسی علامات ہیں جو فرداً فرداً قطعی نہیں ہوتیں ، اور ان میں شک و شبہ کا احتمال ہوتا ہے ۔ اور ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ دیکھ کر ایک ضعیف سا اعتقاد دل میں پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن جب ایک علامت کی توثیق دوسری اور تیسری اور مزید علامتوں سے ہو جاتی ہے ، تو چاہے انفرادی طور پر ان میں شک و شبہ کی گنجائش ہو لیکن مجموعی طور پر ان سے علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے ۔ جیسے خبر متواتر میں ایک شخص کی خبر میں احتمال ہو سکتا ہے ، لیکن اگر سب کی خبروں کو مجموعی طور پر ملا کر دیکھا جائے تو یہ موجب علم یقین ہوتی ہیں ۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں ۔ کسی عاشق کا عشق اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قول سے نہیں افعال سے پہچانا جاتا ھے ۔ مثلاً وہ اپنے محبوب کی خدمت کرتا ھے ۔ اس کے لئے مال خرچ کرتا ھے ۔ اس کی مجلس میں ہر وقت موجود رهنا چاهتا ھے ۔ چلتے پھرتے اس کے ساتھ لگارهتا ھے ، اس کے فراق سے بےچین و پریشان ہو جاتا ھے ۔ اگر ان میں سے ہر فعل پر علیحدہ علیحدہ غور کیا جائے تو محبت کے علاوہ اس کی غرض دوسری بھی ہو سکتی ھے ، لیکن ان سب کو ملا کر دیکھیں تو یقین کے ساتھ یہی بات سمجھ میں آئے گی کہ وہ اس سے محبت کرتا ھے ۔ ایسے ہی غصہ کی حالت ھے جس میں چہرہ سرخ ہو جاتا ھے جو صرف ایک علامت ھے ۔ امام شافعی نے قرائن کی حجیت ثابت کرنے کے لئے بچہ کے دودھ پینے کی مثال دی ھے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بچہ اپنی ماں کے پستان سے یکے بعد دیگرے دودھ کے گھونٹ پی رہا ھے ۔ اس کو دیکھ کر ہم یہ یقین کر لیتے ہیں کہ دودھ اس کے پیٹ میں پہنچ رہا ھے ، اگرچہ ماں کے پستان پوشیدہ ہیں ، اور وہ ہمیں نظر نہیں آتے ۔ ایسے ہی ہمیں ان میں سے دودھ نکلتا ہوا بھی نظر نہیں آتا ، کیونکہ پستان کا سرا بچہ کے منہ میں ھے ۔ اور وہ چھپا ہوا ھے ۔ تاہم بچہ کی دودھ پینے کی آواز اور حلق کی حرکت اس بات کی علامات ہیں کہ بچہ دودھ پی رہا ھے اور وہ اس کے پیٹ میں جا رہا ھے ۔ یہاں یہ ایک احتمال ہو سکتا ھے کہ پستانوں میں دودھ نہ ہو اور بچہ بغیر دودھ کے صرف پستان ہی چوس رہا ہو۔ لیکن یہاں بعض دوسرے قرائن بھی موجود ہیں مثلاً یہ کہ نوجوان عورت کے پستان دودھ سے خالی نہیں ہوتے ۔ اور ان کے سروں میں سوراخ بھی ضرور ہوتا ھے ۔ بچہ کی طبیعت اور مزاج ایسا ھے کہ اس کے چوسنے سے دودھ باہر آ جاتا ھے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اس کے خلاف شاذ و نادر ھی ھوتا ھے ۔ امام غزالی کہتے ھیں ان سب قرائن کے ساتھ ایک قرینہ کا اور بھی اضافہ کیا جا سکتا ھے ۔ بچہ جب بھوکا ھوتا ھے تو وہ روتا ھے ۔ بچہ کا دودھ پیتے ہوئے خاموش رھنا اس بات کا قرینہ ھے کہ دودھ اس کے پیٹ میں جا رھا ھے اور وہ سیر ھو گیا ھے ۔ بعض اوقات تکلیف اور درد کے سبب سے بھی روتا ھے ۔ لیکن جب تکلیف دور ھو جاتی ھے تو وہ خاموش ھو جاتا ھے ۔ ایسے ھی جب دودھ سے اس کا پیٹ بھر جاتا ھے اور بھوک دور ھو جاتی ھے تو وہ خاموش ھو جاتا ھے ۔ قرائن کی یہ سب مثالیں دے کر امام غزالی قرائن کی حیثت بیان کرتے ھیں ۔

فاقتر ان هذه الدلائل کاقتران الاخبار و تواترها ، وکل دلالة شاهدة یتطرق الیها الاحتمال ، کقول کل مخبر علی حیاله ، وینشأ من الاجتماع العلم ۔ وکان هذا مدرک سادس من مدارک العلم سوی ما ذکرناه فی المقدمة من الاولیات والمحسوسات والمشاهدات الباطنة والتجربیات ، والمتواترات ، فیلحق هذا بها ۔

"ان دلائل (قرائن) کا آپس میں ملانا ، کئی خبروں کو ملانے اور متواتر خبر کی طرح ھے ۔ ھر دلیل (قرینہ) کی حیثیت ایک گواہ کی سی ھے ، جس میں شک و شبہ راہ پاسکتا ھے ، جیسے ھر خبر دینے والے کا قول بھی اسی کے مقابلہ میں ھے (اس میں بھی شک و شبہ ھو سکتا ھے) گویا قرائن بھی مدارک علم میں سے چھٹا مدرک ھے ، ان مدارک کے علاوہ جن کا ذکر ھم نے مقدمہ میں کیا ھے یعنی اولیات ، محسوسات ، مشاھدات باطنہ ، تجربیات اور متواترات ۔ اس لئے قرائن کو بھی ان مدارک کے ساتھ ھی ملایا جائے گا ۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرائن کی حیثیت متعین ہونے کے بعد اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مخبرین کی تعداد ناقص ہو تو ان کے ساتھ قرائن ملا کر اس کو خبر متواتر کے حکم میں سمجھا جائے گا ۔ یہ بات واضح رہے کہ مخبرین کی کامل تعداد جو مفید علم ہے ضروری ہے ؛ اس کے ساتھ قرائن کے ملانے کی ضرورت نہیں ۔ اگر تعداد ناقص ہو تو اس کے ساتھ قرائن ملا کر پورا کیا جا سکتا ہے ۔ اس کا حکم بھی متواتر کا ہو گا ۔ لیکن اگر تعداد ناقص ہے اور قرائن بھی موجود نہیں تو ایسی خبر مفید علم یقین نہیں ۔ ناقص تعداد اور قرائن کی مثال یہ ہے ۔ اگر پانچ یا چھ آدمی کسی شخص کی موت کے بارے مین خبر دیں تو محض ان کی سچائی کے سبب اس سے علم یقینی حاصل نہیں ہو گا ۔ لیکن ان کی خبر کے ساتھ یہ قرائن بھی ملالیں کہ اس شخص کا باپ جب گھر سے باہر آیا تو ننگے سر اور ننگے پیر ، پھٹے کپڑوں میں ملبوس اور پریشان حال تھا ۔ ایک شریف ، عالی مرتبہ اور بڑا آدمی ہونے کے باوجود اپنا چہرہ اور سر پیٹ رہا تھا ۔ یہ سب اس بات کے قرائن تھے کہ وہ اپنی عادت اور شرافت کے خلاف کسی ضرورت سے ہی ایسا کر رہا ہو گا ۔ اس لئے ان قرائن کو ان پانچ چھ آدمیوں کی خبر کے ساتھ ملا کر یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ اس کے بیٹے کی وفات ہو گئی ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناقص تعداد میں قرائن اپنی تاثیر کے اعتبار سے بقیہ تعداد کے قائمقام ہوتے ہیں ۔ اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے ، کیونکہ تجربہ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے ۔ امام غزالی مزید مثالوں سے سمجھانے کے بعد کہتے ہیں کہ قرائن کی تاثیر سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ معلوم نہیں قاضی ابو بکر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باقلانی نے ان کا کیونکر انکار کیا ھے اور ان کی دلیل کیا ھے ؟ وہ کہتے ھیں کہ اس سے ظاھر ھوتا ھے کہ واقعات اور اشخاص کے اختلاف سے خبر دینے والوں کی تعداد میں اختلاف ھو سکتا ھے ، مثلاً طبعی طور پر ایک شخص کا اخلاق کی طرف زیادہ میلان ھو ، اس وجہ سے کسی خبر کو سنتے ھی وہ اس کی تصدیق کر دیتا ھے ۔ یہ چیز قرائن قائمقام سمجھی جائے گی ۔ اور قرائن بعض خبر دینے والوں کے قائمقام ھوتے ھیں ۔ (۲۳)

امام الحرمین ، امام غزالی ، آمدی اور ابن الحاجب کا نظریہ یہ ھے کہ اگر ایک شخص بھی خبر دے اور اس کی تائید میں قرائن موجود ھوں تو یہ خبر بھی مفید علم یقینی ھے ۔ (۲۴)

امام الحرمین بھی قرائن کو بہت اھمیت دیتے ھیں ۔ ان کے نزدیک قرائن سے حاصل شدہ علم بدیہی ھے اور اس کا انکار ھٹ دھرمی ھے ۔ ان کے خیال میں عادات سے جو علوم حاصل ھوتے ھیں وہ قرائن حالات پر مرتب ھوتے ھیں ۔ ان کو نہ کسی محدود ضابطہ میں مقید کیا جا سکتا ۔ اور نہ ھی ان کے وقوع کے بعد ان کا انکار کیا جا سکتا ۔ ایک شرمندہ شخص کی شرمندگی کا علم اس کے چھرہ پر آثار و قرائن سے ھوتا ھے ۔ ایسے ھی جو شخص خوفزدہ ھو ، نشہ میں مست ھو ، یا غصہ میں بھرا ھو ، ان سب حالتوں کا علم قرائن سے ھی ھوتا ھے ۔ اسی سبب سے ان کے نتیجہ میں مرتب و حاصل شدہ علم بدیہی ھوتا ھے ۔ اگر کوئی شخص قرائن کو منضبط کرنے اور ایک کو دوسرے سے ممیز کرنا چاھے تو یہ ممکن نہیں ھے ، کیونکہ قرائن کا انحصار مختلف اشخاص اور حالات پرھوتا ھے (۲۵)۔

زیر بحث مسئلہ تواتر میں مخبرین کی تعداد کا تھا ۔ درمیان میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناقص تعداد کی صورت میں قرائن کی بحث آ گئی تھی ۔ اب ہم اس بحث کو مکمل کرتے ھیں ۔ تواتر میں مخبرین کی تعداد متعین نہیں کی جا سکتی ۔ نہ کم سے کم ، نہ زیادہ سے زیادہ ۔ تواتر سے علم ضروری حاصل ھوتا ھے ، یعنی ایسا علم جس کو آدمی تسلیم کرنے پر مجبور ھو جائے ۔ یہ کتنے اشخاص کی خبر دینے سے حاصل ھوتا ھے اس کا علم اللہ تعالی کو ھے ۔ اس کے جاننے کی کوئی صورت بھی نہیں ھے ۔ امام غزالی نے اس کو ایک مثال سے سمجھایا ھے ۔ ھمیں اس کا علم نہیں ھے کہ ھمارے پاس شہر مکہ ، امام شافعی اور دوسرے انبیاء کے بارے میں متواتر خبریں پہنچنے کے بعد ان کے وجود کا علم یقینی کس لمحہ حاصل ھوا ۔ یہ سو سال میں بھی ھو سکتا ھے اور دو سو سال بعد بھی ۔ اس کا تجربہ کرنا بہت مشکل ھے اس کو ھم ایک دوسری مثال سے بھی سمجھ سکتے ھیں ۔ بازار میں ایک شخص کے قتل کا واقعہ پیش آتا ھے ۔ مقام قتل سے کچھ لوگ آکر اس کے قتل کے بارے میں ھمیں خبر دیتے ھیں ۔ ان میں سے جب پہلا شخص خبر دیتا ھے تو اس سے ھمارے ظن کو تحریک ھوتی ھے ۔ جب دوسرا اور تیسرا شخص اسی بات کو دھراتا ھے تو اس سے اس کی توثیق ھو جاتی ھے ۔ اور جوں جوں مخبرین کی تعداد میں اضافہ ھوتا جاتا ھے اس خبر کی مزید تصدیق ھوتی جاتی ھے ، یہاں تک کہ یہ خبر اتنی مشہور ھو جاتی ھے کہ لوگ اس کے ماننے پر مجبور ھو جاتے ھیں ۔ اور انھیں اس میں کسی طرح کا تردد اور شک و شبہ باقی نہیں رہتا ۔ اسی کو علم ضروری کہتے ھیں ۔ لیکن یہ علم ضروری ھمیں کس لمحہ حاصل ھوا ، اس کا علم بہت دشوار ھے ۔ کیونکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس خبر کے بارے میں یقین کی قوت آھستہ آھستہ بڑھتی ھے ، اور اس تدریج کا کسی کو علم نہیں ھو سکتا ، جیسے بچہ سن تمیز سے بالغ ھو جاتا ھے ، صبح کی روشنی بڑھتے بڑھتے حد کمال کو پہنچ جاتی ھے ، اور روئے زمین کو روشن کر دیتی ھے ۔ اس تدریجی ترقی کے مراحل کا علم انسانی طاقت سے ماوراء ھے ۔ تاھم جن فقہاء نے خبر تواتر کے لئے چالیس یا ستر یا مخبرین کی ایسی ھی کوئی تعداد مقرر کی ھے وہ بے سود ھے ۔ اس سے علم ضروری حاصل نہیں ھو سکتا ۔ ھاں علم ضروری کے حصول کے بعد ھم یہ کہہ سکتے ھیں مخبرین کی تعداد جو اللہ تعالی کے نزدیک کامل ھے ، اس خبر میں موجود ھے جس سے علم ضروری حاصل ھوا ھے ۔ یہاں ایک سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ جب تواتر میں مخبرین کی کم سے کم تعداد کا بھی ھمیں علم نہیں تو ھمیں یہ کیسے معلوم ھوتا ھے کہ تواتر سے علم یقینی حاصل ھو گیا ؟ ۔ امام غزالی اس کا جواب یہ دیتے ھیں کہ ھم یقین کے ساتھ یہ جانتے ھیں کہ روٹی سے پیٹ بھر جاتا ھے ، پانی سے پیاس بجھ جاتی ھے ، اور شراب سے نشہ آتا ھے ۔ لیکن ھمیں یہ معلوم نہیں کہ یہ اثرات کم سے کم کتنی مقدار کے استعمال سے پیدا ھوتے ھیں ۔ کیونکہ یہ بھی مختلف اشخاص کے مزاج اور طبیعتوں پر منحصر ھے ۔ قرائن کے بارے میں بھی ھم یہ جانتے ھیں کہ ان سے علم یقین حاصل ھوتا ھے ، لیکن ان کی اجناس کو محصور کر دینا اور ان کے کم سے کم درجہ کو منضبط کرنا ممکن نہیں ۔ (۲٦)

اسی سے متعلق ایک مسئلہ یہ ھے کہ اگر لوگوں کی کثیر تعداد (عدد کامل) کسی واقعہ کے بارے میں خبر دے لیکن ان کی خبر سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لوگوں کو ان کی سچائی اور اس واقعہ پر یقین نہ آئے ، تو اس صورت میں یقینی طور پر یہ سمجھا جائے گا کہ وہ جھوٹ بول رہے ھیں ۔ کیونکہ یقینی علم کے حصول کے لئے دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ھے ۔ پہلی شرط یہ ھے کہ تعداد مکمل ھو ۔ اور دوسری شرط یہ ھے کہ جس واقعہ کے بارے میں وہ خبر دے رہے ھیں اس کے بارے میں ان کو پورا یقین ھو اور مشاھدہ کے بعد انھوں نے اس کی خبر دی ھو ۔ اس سے ظاھر ھے کہ کامل تعداد ھونے کے باوجود اگر یقینی علم حاصل نہیں ھوتا تو اس میں دوسری شرط مفقود ھو گی۔

اس خبر سے یہی سمجھا جائے گا کہ یا تو وہ سب کے سب جھوٹ بول رہے ھیں یا ان میں سے بعض ، یا جس چیز کو وہ مشاھدہ کہتے ھیں وہ محض ان کا وھم اور ظن ھے ، یا قصداً جھوٹ بول رہے ھیں۔

ورنہ دونوں شرطوں کی موجودگی میں علم ضروری کا حصول یقینی تھا ۔ (۲۷) یہ بات واضح رہے کہ کسی خبر کا کثیر متعداد میں لوگوں کا نقل کرنا اس بات کی دلیل نہیں ھے کہ وہ خبر سچی ھے ۔ اسی لئے خبر متواتر کے لئے صرف کثر تعداد کافی نہیں ھے بلکہ دوسرے شرائط بھی ھیں ۔ امام الحرمین نے اس کو ایک مثال سے سمجھایا ھے ۔ وہ کہتے ھیں کہ بعض اوقات قرائن کے ساتھ ایک آدمی کی خبر سے بھی یقینی علم حاصل ھو جاتا ھے ۔ لیکن بعض اوقات جم غفیر کی خبر بھی جھوٹی نکلتی ھے ۔ مثلاً ایک ملک کا بادشاہ کسی دوسرے ملک پر حملہ کرنا چاھتا ھے ۔ اور اپنی فوجی طاقت کو چھپانے کے لئے وہ ایک جنگی چال چلتا ھے کہ فوج کے تمام اعلی حکام اور سپہ سالاروں کو باھمی مشورہ سے کوئی جھوٹ بات کہنے پر آمادہ کر لیتا ھے ۔ اس طرح ساز باز کے ذریعہ خفیہ طور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر وہ سارے جھوٹ بولنے پر متفق ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے تواتر میں صرف قلت یا کثرت تعداد کا اعتبار نہیں ہوتا ۔ (۲۸)

جمہور فقہاء ، متکلمین ، اشاعرہ اور معتزلہ کا نظریہ یہ ہے کہ خبر متواتر سے علم ضروری حاصل ہوتا ہے ۔ معتزلہ میں سے کعبی ، ابوالحسین بصری ، اور شوافع میں سے دقّاق اور امام الحرمین کی یہ رائے ہے کہ علم نظری حاصل ہوتا ہے ۔ شریف مرتضیٰ ، اور آمدی کا موقف یہ ہے کہ دونوں ہی نظریئے کمزور ہیں ۔ اس لئے اس بارے میں توقف اختیار کرنا چاہئیے ۔ امام غزالی کی رائے یہ ہے کہ تواتر سے حاصل شدہ علم ان قضیوں کی قسم سے تعلق رکھتا ہے جن کے قیاسات ان کے ساتھ ہی ہوتے ہیں ۔ ان کے نزدیک یہ علم ان معنی میں ضروری ہے کہ اس کے حصول کے لئے درمیان میں ایسے واسطے کے شعور کی ضرورت نہیں جو اس علم تک پہنچائے ، حالانکہ وہ واسطہ ذہن میں موجود ہوتا ہے ، لیکن اس کا شعور نہیں ہوتا ۔ اور اس علم کو اس اعتبار سے ضروری نہیں کہتا جا سکتا کہ یہ بغیر کسی واسطے کے حاصل ہوتا ہے ۔ جیسے قدیم حادث نہیں ہو سکتا اور موجود معدوم نہیں ہو سکتا ۔ (۲۹) اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی ۔ احناف کے نزدیک متواتر خبر سے جو چیز ثابت ہو ، اس کا علم ضروری ہے اور اس کی حیثیت اس چیز کی طرح ہے جو عینی مشاہدہ سے حاصل ہو ۔ شوافع کے نزدیک خبر متواتر سے حاصل شدہ علم یقینی ہے ، لیکن اکتسابی ہے ضروری نہیں ۔ (۳۰)

علم ضروری و نظری علم الکلام اور منطق کی اصطلاحات ہیں ۔ عام لوگ ان اصطلاحات کے مفہوم سے واقف نہیں ہوتے اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لئے هم یہاں مختصراً ان کی تشریح کرتے هیں ـ متکلمین نے علم ضروری کی یہ تعریف کی هے :

العلم الضروری هو مالا یکون تحصیله مقدوراً للمخلوق ـ

علم ضروری وہ هے جس کا حصول مخلوق کی قدرت میں نہ هو

اس کی تشریح یہ هے کہ انسان کو جو علم کسی واسطے ، ذریعہ اور وسیلہ سے حاصل هوتا هے وہ علم ضروری نہیں هے ـ علم ضروری خود بخود حاصل هوتا هے ـ اور اس سے انفکاک یعنی علیحدگی ممکن نہیں ـ حواس ظاهرہ سے جو علم حاصل هوتا هے وہ بھی علم ضروری هے ، کیونکہ همیں یہ نہیں معلوم هوتا کہ وہ کب اور کیسے حاصل هوا ـ علم ضروری حواس باطنہ سے بھی حاصل هوتا هے ، جیسے انسان کو تکلیف و لذت کا احساس هوتا هے ـ تجربہ اور عادت سے جو علم حاصل هوتا هے وہ بھی ضروری هوتا هے ـ ایسے امور کا علم جن کا کوئی سبب نہ هو ـ اور انسان اپنے ذهن کو ان سے خالی نہ پا سکے ـ جیسے یہ کہنا کہ نفی اور اثبات دونوں نہ جمع هو سکتے اور نہ اٹھ سکتے ـ علم ضروری کی پہچان یہ هے کہ اس کو ماننے پر انسان مجبور هو جاتا هے اور یہ علم بچوں عورتوں اور عوام کو بھی هوتا هے جن میں استدلال کی صلاحیت نہیں هوتی ـ

متکلمین کبھی علم ضروری کو علم اکتسابی کے مقابلہ میں استعمال کرتے هیں ـ اس سے ان کی مراد یہ هوتی هے کہ یہ وہ علم هے کہ جو مخلوق کو بلااختیار حاصل هو ـ اس کے حصول میں مخلوق کی قدرت اور اختیار کا کوئی دخل نہ هو ـ اکتسابی سے مراد یہ هے جو کسب سے حاصل هو یعنی اپنے اختیار سے اسباب کے حصول اور عقل و نظر کو کسی دلیل کے مقدمات میں استعمال کرنے کو اکتسابی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہتے ہیں ۔ اس لحاظ سے اکتسابی استدلالی سے زیادہ عام ہے ۔ بعض اوقات وہ علم ضروری کو علم استدلالی کے مقابلہ میں استعمال کرتے ہیں ۔ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ وہ عــلم ہے جو کسی دلیل میں غور و فکر کے بغیر حاصل ہو۔ اس فرق کے پیش نظر بعض علماء نے حواس کے ذریعہ حاصل شدہ علم کو اکتسابی کہا ہے اور بعض نے اس کو ضروری کہا ہے ، کیونکہ اس میں استدلال نہیں ہوتا ۔

علم نظری کی تعریف یہ ہے :

العلم المقدور تحصیله بالقدرة الحادثة ۔ (۳۲)

علم نظری وہ ہے جو انسان کی موجودہ قدرت سے حاصل ہو۔

علم ضروری انسان کی قــدرت قدیمه سے حاصل ہوتا ہے جو اس تعریف سے خارج ہے ۔ بعض نے کہا ہے کہ علم نظری وہ ہے جو نظر صحیح یعنی ترتیب مقدمات سے حاصل ہو۔ نظر صحیح یا ترتیب مقدمات انسان کی قدرت میں ہے ۔ علم نظری و اکتسابی دونوں متلازم ہیں ۔

مناطقه کے نزدیک علم ضروری وہ ہے جس کا حصول کسب و نظر پر موقوف نہ ہو بلکه بدیہی یا اوّلی ہو ۔ چنانچه علم بدیہی و اوّلی کو بھی وہ علم ضروری سمجھتے ہیں ۔ ان کے نزدیک حصول علم کے طریقے مندرجه ذیل ہیں : بدایت ، احساس ، تواتر ، تجــربه اور حــدس ۔ ان سے علم ضروری حاصل ہوتا ہے ۔ لیکن علم بدیہی اور نظری مختلف اشخاص کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ ایک شخص کے لئے ایک چیز بدیہی ہو سکتی ہے ، دوسرے کے لئے نظری ۔ علم ضروری و نظری کے معــامله میں متکلمین اور مناطقه کے نظریات میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرق یہ ہے کہ اول الذکر علم ضروری و نظری کو علم حادث کی اقسام سمجھتے ہیں ، اس کے برعکس موخر الذکر ان دونوں کو مطلق علم کی قسمیں شمار کرتے ہیں ۔ (۳۳)

جو لوگ تواتر سے حاصل شدہ علم کو ضروری سمجھتے ہیں ذیل میں ہم ان کے دلائل نقل کرتے ہیں ۔

۱ ۔ اگر تواتر سے حاصل شدہ علم نظر ہی ہوتا ، ضروری نہ ہوتا تو یہ ان لوگوں کو حاصل نہ ہوتا جن میں فکرونظر اور استدلال کی صلاحیت نہیں ہے ، جیسے بچے اور عوام ۔ حالانکہ علم ضروری سے کوئی شخص بھی بچ نہیں سکتا ۔ مخالفین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ علم نظری کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک وہ جس کے مقدمات نظری ہوں ۔ دوسرے وہ جس کے مقدمات ضروری ہوں ۔ چنانچہ جس کے مقدمات ضروری ہوں گے ، تو بچوں اور عوام کو بھی اس کا علم لا محالہ حاصل ہو گا ۔

۲ ۔ جب ہمیں تواتر سے یہ خبر ملی ہے کہ دنیا میں مکہ ، بغداد اور ایسے ہی دوسرے شہر جو ہم سے بہت دور ہیں موجود ہیں اور ان کو ہم نے نہیں دیکھا ہے ، پھر بھی ان کے وجود پر ہم یقین کر لیتے ہیں ۔ حالانکہ اس بارے میں نہ پہلے ہمیں علم ہوتا ہے اور نہ ہی غور و فکر کے بعد مقدمات ترتیب دیتے ہیں ۔ اگر علم نظری ہوتا تو اس طرح حاصل نہ ہوتا ۔ مخالفین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ترتیب مقدمات اور استدلال کی حاجت اس وقت ہوتی ہے جب علم ضرورت سے حاصل نہ ہو ۔ علم نظری بھی ضرورت سے حاصل ہوتا ہے ۔ امام غزالی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ نظری وہ علم ہے جس میں شک و شبہ اور اختلاف ہو ۔ کسی کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علم ہو کسی کو نہ ہو ۔ عورتوں ، بچوں اور جو لوگ فکرونظر کی صلاحیت نہیں رکھتے ان کو یہ علم حاصل نہیں ہوتا ۔ اس کے علاوہ علم نظری میں مقدمات کی ترتیب قصداً ہوتی ہے ۔ اور اس کا ذہن میں شعور بھی ہوتا ہے ۔ لیکن علم ضروری میں ایسا نہیں ہوتا ۔ اگر مخالفین کی اس سے مراد یہ ہے کہ خبر متواتر میں مخبر کی خبر مفید علم نہیں ہو سکتی جب تک سامع کے ذہن میں دو مقدمے ترتیب کے ساتھ مستحضر نہ ہوں ۔ مثلاً یہ کہ خبر دینے والوں کے حالات مختلف ہیں ، ان کے اغراض و مقاصد مختلف ہیں اور کثرت تعداد کی وجہ سے ساز باز کر کے کسی جھوٹی بات پر خفیہ طور پر متفق نہیں ہو سکتے ، لہذا یہ خبر سچی ہو گی ۔ یہ پہلا مقدمہ ہے ۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ وہ سارے کے سارے اس واقعہ کے بارے میں خبر دینے پر متفق ہیں ۔ لہذا ان دونوں مقدموں کی ترتیب کے بعد سامع اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہ خبر سچی ہے ۔ یہ مقدمات ہر خبر کے بارے میں غیر شعوری طور پر سامع کے ذہن میں ہوتے ہیں ۔ لیکن شعوری طور پر سامع منطقی انداز میں ان کو مرتب کر کے نتیجہ نہیں نکالتا ۔ یہی فرق ہے ضروری اور نظری میں ۔ اس لئے مخالفین کی دلیل درست نہیں ۔ (۳۳)

۳ ۔ تواتر سے حاصل شدہ علم کی نفی کسی شک و شبہ سے نہیں کی جا سکتی ۔ ضرورت کی یہی علامت ہے ۔ مخالفین نے اس کا بھی یہی جواب دیا ہے کہ یہ اس نظری کے بارے میں کہا جا سکتا ہے جس کے مقدمات نظری ہوں ۔

۴ ۔ جو علم نظری ہوتا ہے اس سے روگردانی ممکن ہوتی ہے ، جیسے عام نظریات میں ہم دیکھتے ہیں ، لیکن جہاں روگردانی ممکن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ ہو وہ علم نظری نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے یقینی طور پر یہ علم ضروری ہو گا ۔

۵ ۔ اگر تواتر سے حاصل شدہ علم نظری ہوتا ، تو عقلاء کے درمیان اس پر اختلاف رائے ضرور ہوتا ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے ۔ صرف معاندین ہی اس سے اختلاف کرتے ہیں ۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ علم ضروری ہے ۔ (۳۵)

جو لوگ تواتر سے حاصل شدہ علم کو نظری سمجھتے ہیں ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

۱ ۔ ابو الحسین بصری نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ استدلال ترتیب علوم کا نام ہے ۔ اس کے ذریعہ آدمی دوسرے علم تک پہنچ سکتا ہے ۔ جب اس کا وجود ترتیب پر موقوف ہے تو یہ نظری ہے ۔ خبر متواتر سے حاصل شدہ علم کی بھی صورت یہی ہے ۔ اس لئے ہم اس کو نظری سمجھتے ہیں ۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ جب کوئی مخبر خبر دیتا ہے تو ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ اس نے کسی روایت کی بنیاد پر یہ خبر نہیں دی ، بلکہ ایک محسوس واقعہ کے بارے میں خبر دی ہے ، جس میں اس کو کوئی التباس نہیں ہو سکتا ۔ اور جھوٹ بولنے کا بھی کوئی محرک نہیں ہے ۔ اس لئے یہ معلوم ہوا کہ وہ خبر جھوٹی نہیں ہو سکتی ۔ جب جھوٹی نہیں ، تو سچی ہی ہو گی ۔ لیکن ان امور میں جتنا خلل واقع ہو گا ، اتنی ہی اس خبر کی صحت بھی متاثر ہو گی ۔ اسی کو نظری کہتے ہیں ۔

۲ ۔ اگر خبر متواتر سے حاصل شدہ علم ضروری ہوتا تو ہمیں اس کے ضروری ہونے کا بھی علم ہوتا ، جیسا کہ علوم ضروریہ میں ہوتا ہے ، کیونکہ انسان کو کسی چیز کا علم ہو اور وہ اسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محسوس نہ کرے یہ محــال ھے ۔ جب علم ضروری کے ضروری ھونے کا شعور نہیں ھے تو یہ علم نظری ھے ۔

۳ ۔ اگر یہ علم ضروري ھوتا تو اھل عقل و دانش کا اس میں اختلاف نہ ھوتا ۔ اس سے معلوم ھوا کہ یہ علم نظری ھے ۔

۴ ۔ خبر تواتر سے جــو عــلم حاصل ھوتا ھے وہ اس علم سے قوی تر نہیں ھے جو اللہ اور اس کے رسول کی خبر سے حاصل ھوتا ھے ۔ یا وہ اس کے مماثل ھے یا کم تر ھے ۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسول کی خبر سے جو علم حاصل ھــوتا ھے وہ ضرورت سے نہیں بلکہ استدلال سے حاصل ھوتا ھے ۔ اب جو علم اس کے مماثل ھو وہ کیسے ضروری ھو سکتا ھے بلکہ اس سے کم تر ھے وہ تو بدرجہ اولی نظری ھو گا (۳٦) ۔

مخالفین نے ان میں سے ھر دلیل کا جواب دیا ھے ، لیکن طوالت کے خوف سے ھم اس کو نظر انداز کرتے ھیں ۔

آمدی نے اس مسئلہ میں توقف اختــیار کیا ھے ۔ یعــنی تواتر سے جو علم حاصل ھوتا ھے وہ ضروری ھے یا نظری اس بارے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ۔ اپنے اس موقف کی وہ اس طرح وضاحت کرتے ھیں ۔

مذکورہ بالا دلائل میں جانبین سے تمثیل سے کام لیا گیا ھے ، جو ھمارے لئے مفید یقین نہیں ھے ۔ اور یہ ھو بھی کیسے ســکتا ھے ؟ ۔ یہ بات ھمیں معلوم ھے کہ خبر متواتر سے حاصل شدہ علم ایک یقینی عــلم ھوتا ھے ۔ اور خدا اور رسول کی دی ھوئی خــبر سے حــاصل شدہ علم اور اس علم (خبر تواتر) کے درمیان کوئی فرق نہیں ھے ۔ اس طرح وہ علوم ضروریہ جن کے ضروری ھــونے پر سب کو اتفاق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے ، اور اس علم کے درمیان جو خدا اور رسول کی دی ہوئی خبر سے حاصل ہوتا ہے کوئی فرق نہیں ہے ، کیونکہ ان میں سے ہر ایک علم یقینی ہوتا ہے ۔ ایسے ہی علوم ضروریہ کے ضروری ہونے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ خدا اور رسول کی دی ہوئی خبر سے حاصل شدہ علم ضروری ہو ۔ بالفرض خدا اور رسول کی دی ہوئی خبر سے حاصل شدہ علم ضروری نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ علوم ضروریہ بھی ضروری نہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانبین سے دونوں کے مآخذ میں ضعف ہے ۔ اور دونوں طرف اپنے اپنے دلائل ہیں ۔ اس لئے یہ لازم ہے کہ ہم ان دونوں میں سے کسی ایک موقف کے بارے میں حتمی فیصلہ کرنے سے گریز کریں ، اور توقف اور سکوت اختیار کریں (۳۷) ۔

اس مسئلہ میں امام غزالی کا موقف ہم بیان کر چکے ہیں ۔ یہاں اس کی تشریح کرتے ہیں ۔ ان کے نزدیک علم ضروری اور نظری کی تعریف میں اختلاف ہے ۔ اس لئے قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ تواتر سے حاصل شدہ علم ضروری ہے یا نظری ۔ کعبی کے نظریہ پر وہ تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نظری سے مراد وہ علم ہے جس میں شک و شبہ ہو ، اور اس کو وہ لوگ حاصل نہ کر سکیں جن میں استدلال کی اہلیت نہ ہو ۔ اس لئے یقیناً تواتر سے حاصل شدہ علم نظری نہیں ہے ۔ اگر یہ بات ہے کہ یہ علم کچھ نظری ہے اور کچھ ضروری تو یہ ناقابل تسلیم ہے ۔ اگر نظری سے مراد یہ ہے کہ تنہا مخبر کا قول مفید علم نہیں ہوتا ، جب تک سامع کے ذہن میں دو مقدمے مرتب نہ ہوں تو یہ بات درست ہے ۔ متواتر خبر سننے کے بعد سامع کے ذہن میں ایک مقدمہ یہ آتا ہے کہ مخبرین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنے اختلاف احوال و اغراض ، اور کثرت تعداد کے ساتھ جھوٹ پر اتفاق نہیں کر سکتے ۔ دوم یہ کہ یہ سب کے سب اس واقعہ کی خبر دینے پر متفق ھیں ۔ امام غزالی یہ تسلیم کرتے ھیں کہ سامع کے ذھن میں اس قسم کے مقدمات مرتب ھوتے ھیں ، لیکن منطقی طور پر یہ استدلال کے لئے منظم نہیں ھوتے ۔ ان کے نزدیک اس امر میں تحقیقی بات یہ ھے کہ ضروری اس علم کو کہتے ھیں جو بلاواسطہ حاصل ھو ۔ جیسے قدیم حادث نہیں ھوتا ۔ اور موجود معدوم نہیں ھو سکتا ۔ ضروری کی اس تعریف کی رو سے خبر متواتر سے حاصل شدہ علم ضروری نہیں ھو سکتا کیونکہ ھم اوپر بتا چکے ھیں کہ یہ علم مقدمات کی ترتیب سے حاصل ھوتا ھے ۔ اگر ضروری علم وہ ھے جو ذھن میں کسی واسطے کی شکل کے بغیر حاصل ھو جائے تو خبر تواتر سے حاصل شدہ علم ضروری ھے ۔ کچھ واسطے ایسے ھیں جو ذھن میں موجود ھوتے ھیں لیکن انسان کو وجہ توسط کا ، اور ان کے ذریعہ حصول علم کا شعور نہیں ھوتا ۔ اس کو علم اوّلی (بدیہی) کہتے ھیں ۔ لیکن تواتر سے حاصل شدہ علم اوّلی نہیں ھے ، کیونکہ یہ مقدمات کے واسطے سے حاصل ھوتا ھے ۔ یہاں اصطلاح کا فرق ھے اکثر علماء کے نزدیک ضروری علم اوّلی سے ھی عبارت ھے ۔ نہ یہ کہ یہ ایسا علم ھے جس کو ماننے پر انسان مجبور ھو جائے ، تمام حسابی علوم ضروری ھیں ، حالانکہ وہ نظری ھوتے ھیں ۔ لیکن نظری ھونے کا مطلب یہ ھے کہ وہ اوّلی نہیں ھیں ۔ یہی صورت خبر تواتر کی صداقت کی ھے ۔ اسی کے قریب وہ علم ھے جو تجربہ سے مستفاد ھو ، جس کو اصطلاح میں اطراد العادات (عمومی عادات) کہتے ھیں ۔ جیسے شراب مسکر ھے ۔ (۳۸)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مختصر یه که امـــام غـــزالی کے نزدیک متواتر سے حاصل شده علم ضروری ھے جس کو اوّلی یا بدیہی بھی کہہ سکتے ھیں ۔ اور یه نظری کے مقابله میں ھے ۔

امام شافعی کے نزدیک متواتر سے حاصل شده علم ضروری ھوتا ھے لیکن اکتسابی ۔ اس کی دلیل یه ھے که نبوت کا علـم ھمیـں معجزات سے حاصل ھوتا ھے ۔

یه علم ضروری ھے ، لیکن اکتسابی ۔ جو علم ضروری ھوتا ھے اس کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف نہیں ھوتا ۔ خبر متواتر سے حاصل شده یقین عـــلم میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ھے اس لئے یه اکتسابی ھے ۔ احناف یه جواب دیتے ھیں که اگر علـم ضروری اکتسابی ھوتا تو صرف ان لوگوں کو حاصل ھوتا جن میں اس کی اھلیت ھے ۔ حالانکه یه عام ھوتا ھے ۔ بچپن میں ھر شخص اپنے مـــاں باپ کو خبر کے ذریعه ھی سے پہچانتا ھے ۔ حالانکه یه علم اکتسابی اس کو بالغ ھونے کے بعد حاصل ھوتا ھے ۔ نیز یه که جو علم ضروری ھوتا ھے آدمی اس کے حصول سے بچ نہیں سکتا ، اس کو خود سے دور نہیں کر سکتا ۔ خبر تواتر کی بھی یہی صورت ھے ۔ معجزات میں اس لئے اختلاف ھے که اس میں تمیز عقل اور استدلال سے ھوتی ھے ، خبر سے نہیں ھوتی ۔ نیز اختلاف لوگوں کی عقل و فہم میں کمی بیشی کے سبب بھی ھوتا ھے ، جیسے بعض چیزیں جو حواس سے معلوم ھوتی ھیں ان میں بھی اختلاف ھو جاتا ھے ، حالانکه اس پر سب کا اتفاق ھے که جو چیز حواس سے معلوم ھو اس میں اختلاف معتبر نہیں ۔ بلکه وہ علم ضروری ھوتا ھے یہی صورت اس علم کی ھے جو خبر متواتر سے حاصل ھوتا ھے ۔ (۳۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس پر تو سب کا اتفاق ھے کہ تواتر سے ملنے والی خبر سامع کے لئے مفید علم ھوتی ھے ۔ لیکن بعض مخالفین جیسے سمنیہ اور براھمہ نے تواتر کا انکار کیا ھے ۔ ان کے نزدیک غیر ضروریات میں صرف حواس سے ھی علم حاصل ھو سکتا ھے ۔ خبر سے نہیں ۔ خبر متواتر پر مخالفین نے متعدد اعتراضات کئیے ھیں ، ھم ان کا تجزیہ اور ان کے جوابات ذیل میں پیش کرتے ھیں ۔

۱ ۔ جیسے یہ ممکن نہیں ھے کہ ایک ھی وقت میں کثیر تعداد میں لوگ ایک قسم کا کھانا کھائیں ، حالانکہ انھیں ایک دوسرے کا کوئی علم نہ ھو ، وہ ایک دوسرے سے دور دراز مقامات میں رھتے ھوں ، ان کے مزاج اور ان کے مقاصد بھی مختلف ھوں ، اسی طرح عادۃً یہ محال ھے کہ کثیر تعداد میں لوگ ایک وقت میں ایک ھی واقع کی خبر دیں ۔

تواتر کے قائلین کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا ھے کہ یہ قیاس مع الفارق ھے ۔ خبر متواتر میں خبر دینے کے لئے کوئی داعی اور محرک ھوتا ھے ۔ کیونکہ عادۃً یہ بات ثابت شدہ ھے کہ اگر کسی شخص کو کسی بات کا علم ھوتا ھے تو وہ ضرور دوسرے کو بتاتا ھے ۔ خبر متواتر کے لئے محرک کسی اھم واقعہ کا علم ھے جو ھر شخص کو دوسرے کو بتلانے پر مجبور کرتا ھے ۔ لیکن کھانے کا محرک اشتہا ھے اور عادۃً ایسا بہت کم ھوتا ھے کہ سب لوگ ایک وقت میں ایک ھی قسم کا کھانا کھائیں ۔

۲ ۔ جب انفرادی طور پر لوگ قصداً ، بھول کر ، یا ذھول سے جھوٹ بول سکتے ھیں تو اجتماعی طور پر بھی وہ ایسا کر سکتے ھیں، کیونکہ جماعت افراد کے مجموعہ کا نام ھے ۔ اس لئے جو حکم فرد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا ہو گا وہی جماعت کا ہو گا ، یا جو حکم جزء کا ہو گا وہی کل کا ہو گا ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی جماعت یا کل کا حکم وہ نہیں ہوتا جو فرد یا جزء کا ہوتا ہے ۔ جماعت کا جو اثر ہوتا ہے وہ افراد کا علیحدہ علیحدہ نہیں ہوتا ۔ ایک وزنی چیز کو ایک شخص نہیں اٹھا سکتا ۔ لیکن چند افراد مل کر اٹھا سکتے ہیں ۔ لوگ ایک لشکر کا مقابلہ الگ الگ نہیں کر سکتے ، پوری فوج اکٹھا ہو کر کر سکتی ہے ۔ اس لئے جماعت اور فرد دو مختلف اعیان ہیں ۔ ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ۔

۳ ۔ خبر تواتر میں یہ ممکن ہے کہ دو جماعتیں جن کی تعداد کثیر ہو کسی واقعہ کے بارے میں متضاد خبریں دیں ۔ مثلاً ایک جماعت کہے کہ سکندر کا وجود تھا ، دوسری جماعت کہے کہ اس کا کوئی وجود ہی نہ تھا ۔ اس طرح تواتر سے دو متضاد خبریں ملنے کا بھی امکان ہے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تواتر کی بنیاد عادت اور تجربہ پر ہے اور عادۃً یہ محال ہے کہ بےشمار لوگ کسی واقعہ کی خبر دیں اور خبریں متضاد ہوں ۔

۴ ۔ اگر متواتر خبر مفید علم یقینی ہے تو یہودی اور عیسائی اپنے نبیوں کے بارے میں جو باتیں نقل کرتے ہیں ، جن میں بعض کی تکذیب قرآن مجید سے ہوتی ہے ، وہ سب سچی ہونی چاہئیں ۔ حالانکہ ان کی بعض باتیں جھوٹی ہیں ، اور بعض تہمتیں ہیں جو وہ اپنے پر لگاتے ہیں ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کہ یہودی اور عیسائی جو باتیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنے انبیاء کے بارے میں نقل کرتے ھیں ان کی نقل میں تواتر کے شرائط نہیں پائے جاتے ۔ تواتر کے لئے ضروری ھے کہ ابتداء درمیان اور آخر تینوں مرحلوں میں مخبرین کی تعداد کثرت سے ھو ۔ ابتداء میں چند آدمیوں نے خبر دی ، بعد میں وہ پھیل کر مشہور ھو گئی ۔ اس کے علاوہ ان کی یہ خبریں یقین پر مبنی نہیں ھیں ، بلکہ ان کے بعض لوگوں کا ظن ھے کہ ایسا ھوا ھو گا ۔ تواتر کے لئے ضروری ھے کہ ھر شخص کو اس خبر کا یقین ھو ۔

۵ ۔ اگر متواتر مفید علم یقینی ھے تو اس کے اور دوسرے علوم کے درمیان کوئی تفاوت نہیں ھونا چاھئیے ۔ حالانکہ ھم یہ کہہ سکتے ھیں کہ خبر متواتر سے حاصل شدہ علم اور اس کلیہ کے درمیان کہ ایک دو کا نصف ھے کافی فرق ھے ۔ یہ بات اس امر کی دلیل ھے کہ تواتر میں نقیضین کا بھی احتمال ھوتا ھے ۔

اس کا جواب یہ ھے کہ یہ بات قابل تسلیم نہیں ھے کہ علوم کے درمیان کوئی فرق نہیں ھوتا ۔ ان میں سے بعض خفی ھوتے ھیں اور بعض جلی ۔ لیکن ان کے درمیان اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ھوتا کہ ایک میں نقیضین کا احتمال ھو اور دوسرے میں نہ ھو ۔ احتمال نقیض کی حد تک علوم کے درمیان فرق نہیں ھوتا ۔ متواتر اور اس کلیہ میں کہ ایک دو کا آدھا ھوتا ھے دونوں میں کسی نقیض کا احتمال نہیں ھے ۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ علوم کے درمیان جلی اور خفی ھونے میں کوئی فرق نہیں ھے تو اس مذکورہ مثال میں ایک سے مانوس ھونے اور دوسرے سے مانوس نہ ھونے کا فرق ھو گا ۔ ایک کے جلی اور دوسرے کے خفی ھونے کا نہیں ۔ (۴۰)

ان تمام شبہات کا فی الجملہ جواب یہ دیا گیا ھے کہ یہ علم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضــروری میں شک و شبہ پیدا کرنا ھے ، کیونکہ ھر شخص جانتا ھے کہ بعض چیزیں بدیہی ھوتی ھیں ، اور ان کا علم بغیر کسی دلیل کے حاصل ھوتا ھے ؟ سوفسطائی عـلوم ضروریہ میں تشکیک پیدا کرتے ھیں ۔ ان کے سارے شبہات باطل ھیں ۔ (۴۱)

قاضی ابو الحسن ماوردی نے متواتر کی ایک دوسری ھی تعریف کی ھے جو نہ اصول فقہ کی کتابوں میں ملتی ھے ، اور نہ اصول حدیث کی ۔ ان کے نزدیک خبر کی تین قسمیں ھیں ۔ اخبار استفاضہ ، اخبار تواتر اور اخبار آحاد ۔ یہاں ھم صرف پہلی دو قسموں کی تعریف اور ان کے درمیان فرق بیان کریں گے ۔ انھوں نے خبر استفاضہ کی وھی تعریف کی ھے جو عام علماء اصول اور محدثین نے متواتر کی کی ھے۔وہ کہتے ھیں کہ خبر استفاضہ اس خبر کو کہتے ھیں کہ جــو نیک و بد سے شروع ھو کر ھــر طرف پھیل جائے ۔ عالم اور جاھل ھر شخص کو اس کی حقیقت کا علم ھو ۔ اس میں نہ مخبر کو کوئی اختلاف ھو اور نہ سامع کو کوئی شک ھو ۔ اور ھر طرف وہ اس طرح پھیل جائے کہ شہرت میں اس کا آغاز اور انجام مساوی ھوں ۔ اس قسم کی خبر حال کے اعتبار سے سب سے زیادہ قوی ھوتی ھے ، اور حکم کے اعتبار سے سب سے زیادہ ثابت و پختہ ۔ اس کے مقابلہ میں متواتر خبر ایک شخص سے شروع ھوتی ھے ۔ اور ایک ایک کر کے ناقلین کی تعداد کثیر ھو جاتی ھے اور اس قدر بڑھ جاتی ھے کہ ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ خفیہ سمجھوتا کر کے کسی جھوٹی بات پر متفق ھو گئے ھیں ، یا وہ کوئی غلط خبر دے رھے ھیں ۔ ان کی خبر کے بارے میں کسی طرح کا شــک و شبہ نہیں کیا جا سکتا ۔ ابتدا میں خبر متواتر خبر واحد ھی ھوتی ھے۔ یعنی ایک شخص سے اس کا آغاز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتا ہے ۔ آخر میں یہ اتنی مشہور ہو جاتی ہے کہ خبر متواتر بن جاتی ہے ۔ ابتدا میں خبر متواتر خبر استفاضہ کے مخالف ہوتی ہے لیکن آخر میں وہ اس کے موافق ہو جاتی ہے ۔

ان دونوں کے درمیان تین فرق ہیں : پہلا فرق ابتدا اور انتہا میں ہے ، جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ۔ دوم یہ کہ خبر استفاضہ میں خبر دینے والے کا عادل ہونا ضروری نہیں ۔ سوم یہ کہ خبر استفاضہ بلاقصد روایت پھیل جاتی ہے ؟ لیکن متواتر خبر روایت کے قصد سے پھیلتی ۔

چند باتوں میں دونوں مشترک ہیں ۔ ان سے حاصل شدہ علم کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا ۔ دونوں میں خبر دینے والوں کی تعداد محدود نہیں ہو سکتی ۔ دونوں میں خبر دینے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ان کا خفیہ طور پر جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو ۔ ہر زمانہ میں اتنی ہی تعداد ہوتی ہے ۔ نمازوں میں رکعات کی تعداد اور زکوۃ کا نصاب مستفیض احادیث سے ثابت ہیں ۔ (۴۲)

قاضی ماوردی نے جو خبر کی تقسیم کی ہے ، یہ دونوں ان کی خاص اصطلاحیں ہیں ، جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ماوردی کا یہ قول کہ مستفیض متواتر سے زیادہ قوی ہوتی ہے ، یہ ان کی اپنی اصطلاح ہے ۔ ورنہ محدثین کی نزدیک ایسا نہیں ہے ۔ (۴۳) ماوردی نے خبر متواتر کی جو تعریف کی ہے علماء اصول ایسی خبر کو متواتر الفرع کہتے ہیں ۔ (۴۴)

پروفیسر سائمن وان ڈن برگ کا خیال ہے کہ خبر متواتر کا تصور مسلمانوں نے یونانی فلاسفہ سے لیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ مسلمان متکلمین کسی ملک یا شہر کے بارے میں ایسی مسلسل خبر جو عینی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشاهدہ پر مبنی ہو اور درمیان میں کوئی وقفہ نہ ہو یقینی حد تک معتبر سمجھتے ہیں ۔ اس کو وہ خــبر متواتر کہتے ہیں ۔ اس مسئلہ میں وہ ان یونانی فلسفیوں کا اتباع کرتے ہیں جو تجربیت یا اصول تجربی (Empiricism) کے قائل ہیں ۔ وہ بھی مشاہدہ کے بعد کسی ملک یا شہر کے وجود کے بارے میں مسلسل خبر کو یقین کی حد تک معتبر سمجھتے ہیں ۔ (۳۵)

بلاشبہ علماء اصول خبر متواتر کی اساس عادت اور تجربہ کو قــرار دیتے ہیں ۔ اس کی مشروعیت وہ قرآن و سنت سے ثابت نہیں کرتے ۔ اس لئے ہو سکتا ہے جزوی طور پر اس مسئلہ میں وہ فلاسفہ یونان سے مــتاثر ہوں ۔ تاہم پروفیسر سائمن وان ڈن برگ نے کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہــوتا ہو کہ مسلمانوں میں سے فلاں فقیہ یا فقہاء نے فلاں دور میں اس تصور کو یونانیوں سے اخذ کیا تھا ۔ دو تصورات کے درمیان مماثلت یقینی طور پر اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ مسلمانوں نے قطعی طور پر اس تصور کو یونانیوں سے ہی اخذ کیا ہو ۔ بےشمار چیزیں عقل و تجربہ سے ثابت ہیں ، اور ہر دور میں ان کو مسلمات میں سے تســلیم کــیا گیا ہے ۔ اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ مسلمانوں نے اپنے علوم و فنون میں اس قسم کے مسلم اصولوں کو خود اپنی عقل و فکر سے وضع کیا ہو ۔ مختلف تہذیبوں کا باہمی عمل اور رد عمل اور ایک دوسرے سے اخذ و استفادہ ایک مستقل موضوع ہے ۔ یونانی تہذیب و ثقافت سمیت کوئی تہذیب یہ دعوی نہیں کر سکتی کہ اس نے اپنی ماقبل تہذیبوں سے استفادہ نہیں کیا ۔ اگر بات عقل و تجربہ کی ہی ٹھہری تو ہــو ســکتا ہے یونانیوں نے بھی اس تصور کو کہیں اور سے اخــذ کیا ہو ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام فخر الاسلام بزدوی کہتے ہیں کہ جو شخص خبر متواتر کا انکار کرتا ہے وہ انتہائی بےوقوف ہے ، عقل سے عاری ہے ۔ نہ وہ اپنے آپ کو پہچانتا ، نہ اپنے دین اور دنیا کو ، اور نہ اپنی ماں اور نہ اپنے باپ کو ۔ ان سب چیزوں کا علم اس کو خبر متواتر سے ہی حاصل ہوتا ہے ۔ تواتر کا انکار در حقیقت مشاہدہ کا انکار ہے ۔ (۳٦) علماء اصول کے ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے مسلمات کا خود انہیں بھی علم تھا ۔

آخر میں ہم متواتر احادیث کے بارے میں مختصراً گفتگو کرتے ہیں ۔ یہ بات واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی احادیث خبر متواتر سے ثابت ہیں ۔ کیونکہ تواتر کا تعلق مشاہدہ ، محسوس اشیاء اور اعمال سے ہوتا ہے اس لئے متواتر احادیث کا اطلاق بھی زیادہ تر فعلی حدیثوں پر ہوتا ہے ۔ تواتر کے بارے میں مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں یہی بات معقول معلوم ہوتی ہے ۔ تاہم محدثین کے درمیان یہ اختلاف رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی متواتر احادیث کی تعداد کتنی ہے ۔ اکثر محدثین ان کی تعداد بہت قلیل بتاتے ہیں ۔ ابن الصلاح اور بعض دیگر محدثین کی یہی رائے ہے ۔ ابن حجر عسقلانی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ جن محدثین نے متواتر قولی احادیث کی تعداد بہت کم بتائی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ انہیں احادیث کی مختلف سندوں ، راویوں کے حالات اور ان کی صفات کے بارے میں علم نہیں تھا ۔ اگر انہیں ان چیزوں کا علم ہوتا تو وہ یہ سمجھ سکتے کہ عادةً یہ بعید ہے کہ ایک حدیث کے راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو ، اور وہ جھوٹ پر متفق ہو جائیں ۔ درحقیقت متواتر احادیث کی تعداد بہت ہے ۔ اور اس کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دلیل یہ ہے کہ مشہور اور متداول حدیث کے مجموعوں میں ، جو مشرق و مغرب میں اہل علم کے ہاتھوں میں ہیں ، ایسی احادیث بکثرت موجود ہیں جن کی اسانید (طرق) تعداد میں اتنی زیادہ ہیں کہ عادۃً یہ محال ہے کہ اتنے بے شمار راوی کسی جھوٹی بات پر متفق ہو جائیں ۔ کسی ایک حدیث کی مختلف اسانید اور راویوں کی کثرت تعداد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ساری روایات مجموعی طور پر مفید علم یقینی ہیں ۔ تواتر اسی کا نام ہے(۴۷) ۔ امام نووی یہ فرماتے ہیں کہ فقہ اور اصول فقہ میں متواتر کی جو اصطلاح مروج ہے محدثین اس کا ذکر نہیں کرتے ۔ اس قسم کی متواتر روایات بہت قلیل ہیں ، بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ زین الدین عراقی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ محدثین متواتر احادیث کی نشاندہی اشاروں سے نہیں کرتے ، بلکہ حدیث کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ ہمیں یہ الفاظ ملتے ہیں ۔ تواتر عنہ کذا ۔ یعنی فلاں راوی سے یہ حدیث تواتر کے ساتھ مروی ہے ۔ یا الحدیث الفلانی متواتر ۔ یعنی فلاں حدیث متواتر ہے (۴۸) ۔

مذکورہ بالا بیانات پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ انھوں نے متواتر احادیث پر ایک مستقل ایک کتاب لکھی ہے ۔ اور ان سے پہلے کسی نے اس جیسی کتاب نہیں لکھی اس کتاب کا نام الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ ہے (۴۹) ۔ اس کتاب میں انھوں نے متعدد ابواب قائم کئے ہیں ۔ اور ہر حدیث کی مختلف سندیں بتائی ہیں ۔ بعد میں انھوں نے اس کتاب کا خلاصہ لکھا اور اس کا نام قطف الازہار رکھا ۔ اس کتاب میں انھوں نے متواتر احادیث درج کی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث حوض کوثر جس کو پچاس سے اوپر صحابہ نے روایت کیا ھے ۔ موزوں پر مسح سے متعلق حدیث جس کو ستر سے اوپر صحابہ نے روایت کیا ھے ۔ رفع الیدین کی حدیث کو پچاس سے اوپر صحابہ نے روایت کیا ھے ۔ ایک مشہور حدیث ھے کہ اللہ تعالی اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جو میری بات سنے پھر اس کو یاد رکھے ۔ اس کو تیس سے اوپر صحابہ نے نقل کیا ھے ۔ یہ حدیث کہ قرآن مجید سات حروف (لہجوں) میں نازل ھوا ھے ، اس کو ستائیس صحابہ نے روایت کیا ھے ۔ ایک مشہور حدیث ھے کہ جو شخص اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا ۔ اس حدیث کو بیس صحابہ نے نقل کیا ھے ۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل احادیث بھی متواتر ھیں : ھر نشہ آور چیز حرام ھے ۔ اسلام کا جب آغاز ھوا تو وہ اجنبی تھا ۔ قبر میں منکر و نکیر کے سوال سے متعلق حدیث ۔ ایک مشہور حدیث ھے کہ آدمی جس چیز کے لئے پیدا کیا گیا ھے وہ اس کے لئے آسان کر دی جاتی ھے ۔ جس سے انسان محبت کرتا ھے وہ اس کے ساتھ ھو گا ۔ ایسے لوگوں کو جو مسجدوں میں رات کے وقت تاریکیوں میں جاتے ھیں قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری دیدو ۔ (۵۰) ایک مشہور حدیث ھے : من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار ۔ یعنی جو شخص میری طرف قصداً کوئی جھوٹی بات منسوب کرے ، اس کو چاھئیے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے ۔ اس حدیث کو متواتر کہا جاتا ھے ۔

ابن الصلاح نے کہا ھے کہ اس کو باسٹھ صحابہ نے روایت کیا ھے ۔ زین الدین عراقی نے کہا ھے کہ ستر سے زیادہ صحابہ نے اس کے متن کو روایت کیا ھے ۔ ان میں سے دس عشرہ مبشرہ ھیں ۔ امام نووی نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہا ھے کہ دو سو صحابہ نے اس کو روایت کیا ھے (۵۱)۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ الازھار المتناثرہ میں ان احادیث کو متواتر شمار کیا ھے جن کو کم از کم دس صحابہ نے روایت کیا ھے (۵۲)۔

حواشی و حوالہ جات

۱ ۔ ملاجیون ۔ نور الانوار ۔ دھلی ۔ مطبع علیمی ۔ ۱۹۳۶ ۔ ص ۱۷۶ ۔ ۱۷۷ ۔

۲ ۔ امام رازی ۔ المحصول فی علم الاصول (عکسی قلمی) مکتبہ دارالعلوم اسلامیہ پشاور ۔ ورق ۱۵۱ (الف) ، شوکانی ۔ ارشاد الفحول ۔ قاھرہ ۔ ادارۃ الطباعہ المنیریہ ۔ ۱۳۴۷ ھ ۔ ص ۳۷ ، آمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام ۔ قاھرہ ۔ مطبعہ المعارف ۔ ۱۹۱۴ ۔ ج ۲ ۔ ص ۲ ۔ ۳

۳ ۔ امام رازی ۔ المحصول فی علم الاصول ۔ (عکسی قلمی) ۔ محولہ بالا نسخہ ورق ۱۵۱ ۔ ۱۵۲ ۔ شوکانی ۔ ارشاد الفحول ۔ محول بالا ایڈیشن ۔ ص ۳۸ ۔

۴ ۔ شوکانی ۔ ارشاد الفحول ۔ ص ۳۸ ۔

۵ ۔ آمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۲ ۔ ص ۱۲ ۔

امام غزالی خبر ، عبارت ، اور کلام نفسی میں فرق کرتے ھیں ۔ ان کے نزدیک خبر ایسے کلام کی ایک قسم ھے جو نفس کے ساتھ قائم ھو ، یعنی کلام نفسی ھو ۔ عبارت ایسی آوازوں کا نام ھے جس کے ٹکڑے کئے جا سکتے ھیں ۔ جیسے " زید قائم و ضارب " (زید کھڑا ھے ، اور مارنے والا ھے) ۔ یہ جملہ اپنی ذات سے خبر نہیں ھے ۔ بلکہ یہ اس وقت خبر بنے گا جب کوئی شخص اپنے ذھن میں موجود اس بات کا اظہار قصداً الفاظ میں کرے ۔ یہی جملہ اگر سوئے ھوئے شخص یا مغلوب الحال کی زبان سے نکلے تو اس کو خبر نہیں کہیں گے ۔ کلام نفسی خبر اس وقت کہلاتا ھے جب کوئی شخص اپنے مافی الضمیر کو اسی طرح اپنے الفاظ میں ادا کرے جو اس کے ذھن میں ھو ۔ اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ ھو ۔

امام غزالی ۔ المستصفی من علم الاصول ۔ قاھرہ ۔ مطبعہ مصطفی محمد ۱۹۳۷ ۔ ج ۱ ، ص ۸۵

۶ ۔ امام غزالی ۔ المستصفی ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۱ ۔ ص ۲۹ ۔ ۳۱ ، ۸۷ ۔

۷ ۔ امام راغب اصفہانی ۔ معجم مفردات القرآن ۔ المکتبہ المرتضویہ ۔ ۱۹۷۲ ۔ ص ۵۴۸ (مادہ وتر)

۸ ۔ امام سرخسی ۔ اصول السرخسی ۔ قاھرہ ۔ مطابع دارالکتاب العربی ۔ ۱۳۷۲ ھ ۔ ج ۱ ۔ ص ۲۸۲ ۔

۹ ۔ ابن الحاجب ۔ مختصر المنتھی مع شرح الایجی ۔ قسطنطنیہ ۔ ۱۳۰۷ ھ ۔ ج ۱ ۔ ص ۱۵۰ ۔ ۱۵۱ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۰ ـ آمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۲۰ ـ ۲۱ ـ

۱۱ ـ حافظ ابن حجر عسقلانی ـ نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر ـ کراچی ـ مطبع سعیدی ـ تاریخ طباعت درج نہیں ـ ص ۹ ـ

۱۲ ـ ایضاً ـ ص ۱۲ ـ

۱۳ ـ قرافی ـ شرح تنقیح الفصول ـ بولاق ـ المطبعه الخیریه ـ ۱۳۰۶ ھ ـ ص ۱۵۱ ـ

۱۴ ـ حافظ جلال الدین سیوطی ـ تدریب الراوی ـ قاهره ـ المطبعه الجزریه ۱۳۰۷ ھ ـ ص ۱۹۱ ـ

۱۵ ـ علامہ انور شاہ کشمیری ـ فیض الباری ـ مجلس علمی ڈابھیل ـ مطبوعہ قاهره ـ ۱۹۳۸ ـ ج ۱ ـ ص ۷۰ ـ انور شاہ کشمیری ـ اکفار الملحدین فی ضروریات الدین (اردو ترجمہ) ـ کراچی ـ مجلس علمی ـ ۱۹۶۸ ـ ص ۵ ـ ۶ ـ

۱۶ ـ ابن الحاجب کے نزدیک یہ شرط ضروری نہیں ھے ـ ان کی دلیل یہ ھے کہ اگر اس سے مراد سارے لوگوں کا علم ھے تو یہ شرط باطل ھے ، کیونکہ یہ ممکن ھے کہ بعض کو اس کا یقینی علم ھو ، اور بعض تقلید میں کہہ رھے ھوں ، اور کچھ ظن و گمان کی بنا پر ـ اگر اس سے بعض کا علم مراد ھے تو اس کے لئے یہ تین شرطیں کافی ھیں : کثرت تعداد ، ھر زمانہ میں تعداد برابر ھونا ، اور محسوس چیز کے بارے میں خبر دینا ـ ابن الحاجب ـ مختصر المنتھی مع شرح الایجی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۱۵۳ ـ ۱۵۴ ـ

۱۷ ـ امام الحرمین نے اس شرط پر اعتراض کیا ھے ـ وہ کہتے ھیں کہ تواتر سے مقصود علم ضروری کا حصول ھے : کبھی یہ حواس سے مرتب ھوتا ھے اور کبھی قرائن احوال سے ـ اس لئے یہ حس کے ساتھ مخصوص نہیں ھے ـ اگر کسی شخص کا چہرہ سرخ ھو رھا ھے تو حس یہ ادراک نہیں کر سکتی کہ اس کا سبب شرم ھے یا غصہ یا خوف ـ اس قسم کے حالات میں عقل ھی تمیز کر سکتی ھے ـ اس لئے حس کی قید کا کوئی فائدہ نہیں ـ امام الحرمین ـ البرھان فی اصول الفقہ (تحقیق عبدالعظیم الدیب) ـ قطر ـ خلیفہ بن حمد آل ثانی ـ ۱۳۹۹ ھ ـ ج ۱ ـ ص ۵۶۸ ـ

۱۸ ـ آمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۳۷ ـ ۳۸ ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۸۶ ـ ۸۷ ـ

امام الحرمین نے اس شرط سے اختلاف کیا ھے ـ وہ کہتے ھیں کہ کبھی متواتر خبر آحاد بن جاتی ھے ، اور کبھی بالکل ھی مٹ جاتی ھے ـ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو متواتر احادیث مروی ھیں ان میں تو یہ شرط پائی جاتی ھے ـ ھر دور میں ان کے راوی کثرت سے رھے ھیں ـ لیکن یہ تواتر کے شرائط میں سے یہ شرط نہیں ھو سکتی ـ امام الحرمین ـ البرھان فی اصول الفقہ ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۵۸۱ ـ

۱۹ ـ آمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ ج ۲ ـ ص ۳۸ ـ

۲۰ ـ فخر الاسلام بزدوی نے یہ شرط لگائی ھے ـ ملاحظہ ھو اصول البزدوی ـ برحاشیہ کشف الاسرار بیروت ـ دارالکتاب العربی ـ ۱۹۷۴ ـ ج ۲ ـ ص ۳۶۱ ـ

۲۱ ـ آمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۳۱ ـ ۳۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۲ ـ ابن الحاجب ـ مختصر المنتهی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۱۵۳ ـ
۲۳ ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۸۷ ـ ۸۸ ـ امام الحرمین ـ البرہان ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۵۷۵ ـ ۵۷۶ ـ
۲۴ ـ آمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۴۹ ـ ۵۰ ـ امام الحرمین ـ البرہان ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۵۷۶ ـ ۵۷۸ ـ امام غزالی ـ المنخول ـ دمشق ـ دارالفکر ـ ۱۹۷۰ ـ ص ۲۴۰
۲۵ ـ امام الحرمین ـ البرہان ـ ج ۱ ـ ص ۵۷۴ ـ ۵۷۵ ـ
۲۶ ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۸۸ ـ ۸۹ ـ محب اللہ بہاری نے تدریج کا جواب یہ دیا ہے کہ جب جم غفیر کسی خبر کو نقل کرے تو اس میں تدریجاً علم حاصل نہیں ہوتا بلکہ دفعتً حاصل ہوتا ہے ـ اس لئے تدریج اور ترتیب مقدمات کی ضرورت نہیں رہتی ـ (عبدالعلی بحر العلوم ـ فواتح الرحموت ـ مکتبہ المثنی بغداد ـ ۱۹۷۰ ـ ج ۲ ـ ص ۱۱۴)
۲۷ ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۸۸ ـ ۸۹ ـ
۲۸ ـ امام الحرمین ـ البرہان ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۵۷۷ ـ
محب اللہ بہاری کہتے ہیں کہ مخبر ، سامع اور مضمون خبر کے مختلف احوال کے اعتبار سے بھی تواتر میں مخبرین کی تعداد میں فرق پڑ سکتا ہے ـ مثلاً اگر مخبرین عادل ہوں تو ان کی تعداد کم بھی ہو تب بھی مفید علم ہو گی ـ لیکن بعض اوقات فاسق مخبرین کی زیادہ تعداد بھی مفید علم نہیں ہوتی ـ سامعین میں اگر صاحب اقتدار لوگ ہوں تو جھوٹی خبر پر وہ سزا بھی دے سکتے ہیں ـ اس لئے اگر تعداد تھوڑی ہو تب بھی اس کے سچ بولنے کا قوی احتمال ہے ـ اگر کوئی خبر بادشاہ کے اسرار سے متعلق ہو ، تو مخبرین کی تعداد تھوڑی بھی ہو سکتی ہے ـ اور وہ مفید علم ہو گی ـ (عبدالعلی بحر العلوم ـ فواتح الرحموت ـ ج ۲ ـ ص ۱۱۰)
۲۹ ـ آمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۲۷ ـ
۳۰ ـ امام سرخسی ـ اصول السرخسی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۲۹۱ ـ
۳۱ ـ محمد اعلی تھانوی ـ کتاب کشاف اصطلاحات الفنون ـ کلکتہ ـ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ـ ۱۸۶۲ ء ـ ج ۱ ـ ص ۸۸۱ ـ
۳۲ ـ ایضاً
۳۳ ـ ایضاً ـ ص ۸۸۱ ـ ۸۸۳ ـ نیز دیکھئے ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ محولہ بالا ایڈیشن ج ۱ ـ ص ۸۶ ـ
۳۴ ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ ج ۱ ـ ص ۸۵ ـ ۸۶ ـ
۳۵ ـ آمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۲۷ ـ ۳۰ ـ
۳۶ ـ ایضاً ـ ج ۲ ـ ص ۳۰ ـ ۳۳ ـ
۳۷ ـ ایضاً ـ ج ۲ ـ ص ۳۳ ـ
۳۸ ـ امام غزالی ـ المستصفی

© rasailojaraid.com